REGD No P-67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۶

ایڈیٹر

محمد حفیظ بقاپوری

شمارہ ۳۶

شرح چندہ

سالانہ ۷/ روپے

ششماہی ۴/ روپے

ممالک غیر ۸/ روپے

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۷ ستمبر ۱۹۶۷ء	۳۰ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ	۷ تبوک ۱۳۴۶ھش

اخبار احمدیہ

قادیان ۵ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۳۱ اگست کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۵ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضل تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آپ مع بیگم صاحبہ اپنے دو چھوٹے بچوں کے ۹ ستمبر کو دو تین ہفتہ کے لئے حیدرآباد تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس دارالامان لائے۔ حیدرآباد میں آپ کا پتہ حسب ذیل ہوگا

C/o Seth Mohammad Ismail
260-B New Mallyapalli
Hyderabad

یورپی ملکوں کا تبلیغی دورہ کامیابی سے مکمل کرنیکے بعد

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ میں تشریف آوری

اہلِ ربوہ اور احبابِ جماعت کی طرف سے اپنے محبوب آقا کا والہانہ استقبال اور حضور سے ملاقات کا شرف

۲۴ اگست ۱۹۶۷ء کی شام ربوہ کے ہزارہا مجبوروں کی افسردگی بے انتہا خوشی اور انبساط میں بدل گئی۔ جب ڈیڑھ ماہ کی جدائی کی گھڑیاں ختم ہو کر ان کا جان و دل سے عزیز آقا، بے انتہا مہربان و شفیق اور بے اندازہ محبت کرنے والا آقا بانیلِ مرام بخیر و عافیت سرزمین ربوہ میں وارد فرما ہوا اور اپنے مجبور خدام کو شرفِ زیارت سے سرفراز فرما کر انہیں مسرت و انبساط اور تسکین و اطمینان کی دولت سے مالامال فرمایا۔ اس نعمتِ عظمیٰ کو پا لینے پر ہر متنفس کا دل حمد باری تعالیٰ کے ترانے گا رہا تھا اور شکر و امتنان کے جذبات سے آستانہ الٰہی پر سربسجود تھا سے

مغرب الشمس کے ملکوں کو منور کر کے
اپنے مرکز کی طرف ماہِ تمام آتا ہے

احباب ربوہ کے علاوہ بیسیوں دوسرے شہروں سے بھی کثیر تعداد میں شمع خلافت کے پروانے ربوہ پہنچے ہوئے تھے۔ حضور انور مع رفقاء جناب ایکسپریس پر تشریف لائے جو رات ۷ بجکر ۔ منٹ پر ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔ روشنی کے مخصوص انتظامات کی وجہ سے اسٹیشن جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ دور سے گاڑی کی روشنی نظر آنے کی دیر تھی کہ سراپا انتظار ہزاروں احباب میں خوشی اور مسرت کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔ اور سارا اسٹیشن الحمد للہ الحمد للہ کی آوازوں سے گونجنے لگا۔ پلیٹ فارم پر صرف صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد ناظر و وکلاء صاحبان اضلاع کے امراء مقامی جماعت کے چیدہ چیدہ احباب کو جگہ دی گئی تھی۔ باقی تمام احباب ہزاروں کی تعداد میں باقاعدہ ایک نظام کے تحت اسٹیشن سے قصر خلافت تک کے راستہ پر دو رویہ قطاروں میں کھڑے تھے سب حضور انور کو خوش آمدید کہنے اور حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھے۔

گاڑی کے اسٹیشن کی حدود میں داخل ہوتے ہی تمام فضا السلام علیکم۔ اھلاً و سھلاً و مرحبا۔ اللہ اکبر اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد اہل مغرب کو کامیاب دعوت اسلام مبارک ہو کے پرجوش نعروں سے گونج اٹھی یہ نعرے پروگرام کے مطابق لاؤڈ سپیکر سے لگوائے گئے۔ گاڑی اسٹیشن پر آ کر رکی۔ حضور پر نور گاڑی سے باہر تشریف لائے امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے آگے بڑھ کر پھولوں کا ہار پہنایا حضور نے آپ کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا بعدہٗ علی الترتیب حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ محترم میر داؤد احمد صاحب قائم مقام وکیل اعلیٰ تحریک جدید۔ اور دیگر سرکردہ احباب نے حضور کی خدمت میں باری باری حاضر ہو کر حضور کو ہار پہنائے اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

اس کے بعد حضور انور اسٹیشن کے برآمدہ میں جو پلیٹ فارم سے خاصا اونچا ہے تشریف لے گئے۔ اور حضور نے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

جان سے عزیز احباب جماعت!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو ان ایام میں بے انتہا دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول فرمایا۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب احباب کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

اس مختصر دعائیہ خطاب کے بعد حضور نے ایک دفعہ پھر احباب کو مخاطب کرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرمایا حضور کی اجازت سے محترم سید داؤد احمد صاحب نے اعلان کیا کہ حضور یہاں سے مسجد مبارک تشریف لے جا کر وہاں مغرب کی نماز پڑھائیں گے اور کل نماز جمعہ کے بعد سب احباب کو شرفِ مصافحہ بخشیں گے۔ اس اعلان کو سن کر بعض احباب فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے۔

اسٹیشن سے روانگی اور راستہ میں استقبال کی کیفیت

حضور انور اسٹیشن سے باہر تشریف لا کر قصر خلافت جانے کے لئے موٹر کار میں سوار ہوئے۔ حضور کی کار کے آگے آگے دو جیپیں تھیں جن میں دوسری جیپ کو امیر مقامی صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب خود ڈرائیو کر رہے تھے اور نظم و ضبط کا خود معائنہ فرماتے جا رہے تھے۔ اگلی جیپ میں بیٹھے منتظمین خیر مقدمی نعرے لگواتے جاتے تھے۔ حضور کی کار کے تعاقب میں قافلۂ یورپ کے دیگر اراکین کی کاروں کے علاوہ دیگر احباب کی قریباً چالیس کاریں تھیں سڑک پر دو رویہ مختلف محلوں کے احباب اور اطفال ہاتھوں میں علم اٹھائے ہوئے تھے اور بآواز بلند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اھلاً و سھلاً و مرحبا اہل مغرب کو کامیاب دعوتِ اسلام مبارک ہو کے نعرے لگاتے جاتے تھے۔ حضور موٹر میں سے ہاتھ ہلا ہلا کر تبسم ریز چہرے سے وعلیکم السلام کہتے ہوئے جواب دیتے جاتے تھے۔ راستہ میں جگہ جگہ آرائشی محرابیں بنی ہوئی تھیں۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے لانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان۔ ۷ ستمبر ۱۹۶۷ء

اہلِ پیغام اور قادیان

قصہ مشہور ہے کہ ایک روز مجنوں کسی کتے کے پاؤں چوم رہا تھا لوگوں نے پوچھا کیا کر رہے ہو تو مجنوں نے بے ساختہ جواب دیا کہ یہ کتا ابھی ابھی لیلیٰ کے گھر سے ہو کر آیا ہے۔ اور میں ان پاؤں کو چوم رہا ہوں جو میری لیلیٰ کے گھر کو چھو کر آئے ہیں۔ سچی محبت کی یہ کہانی سو فی صدی درست ہے اور عالمِ روحانی میں تو اس سے بھی شاندار مثالیں ملتی ہیں۔ صحابہ کرام کی والہانہ عقیدت و محبت کے متعدد واقعات احادیث اور کتب سیر میں محفوظ ہیں۔ حدیبیہ کے معاہدہ کے وقت جو منظر قریش کے نمائندہ نے مشاہدہ کیا۔ اور باوجود سخت مخالف ہونے کے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ——— یہ صحابہ کرام کی والہانہ عقیدت و محبت کا ایسا طبعی اظہار تھا۔ حضور علیہ السلام کے وضو کے پانی کو حصولِ برکت کی خاطر بڑھ چڑھ کر اپنے ہاتھوں پر لیتے۔

یہ وہ چیز ہے جو محض فضلِ خداوندی سے روحانی پیشوا اور اس کے حقیقی مریدوں کے دلوں میں عجیب رنگ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ شمعِ روحانی کے پروانے نہ صرف اس کی ذات سے بلکہ اس سے تعلق رکھنے والے افراد یا اشیاء سے بھی ویسی ہی اُلفت اور محبت رکھتے ہیں۔ وہ شخص بڑا ہی جھوٹا اور فریبی ہے جو کسی روحانی شخصیت سے دعوئے عقیدت و محبت کا رکھتا ہو۔ مگر اس کے دل میں اپنے محبوب کے محبوب سے نفرت و عناد کی آگ بھڑکتی ہو۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اہلِ پیغام کی عقیدت مندی بھی اسی قسم کی معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ محبت و عقیدت دلی جذبات کا نام ہے۔ لیکن خوشبو کی طرح اپنے ساتھ ایسی مہک رکھتی ہے جس کا علم دوسروں کو ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔

اہلِ پیغام کو ایک طرف تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت کا دعویٰ ہے اور وہ آپ کو امام الزمان اور روحانی پیشوا سمجھتے ہیں۔ مگر آپ کی ذریتِ طیبہ سے جس طور کا بغض و عناد ان کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہی حال ان کی قادیان سے محبت و الفت کا ہے۔ وہی قادیان جس کو آپ نے خدا کے رسول کی تختگاہ قرار دیا۔ اور آپ کے متعدد الہامات میں اس مقدس بستی کا کئی بار ذکر آیا۔ اسی طرح بہشتی مقبرہ قادیان ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بے نظیر بشارات دیتے ہوئے فرمایا انزل فیہ کل برکۃ۔ مگر اسی بہشتی مقبرہ کا کوئی قدر و منزلت ان کی نگاہ میں نہیں۔ سلسلہ حقہ احمدیہ کے مقاماتِ مقدسہ کی ناقدردانی اور عدمِ تعظیم کا یہ بُرا نمونہ جب ان کے اکابرین نے دکھایا تو بعد میں آنے والوں نے بھی اسی پر قدم مارا۔ نتیجہ مکافاتِ عمل کے طور پر خدا تعالیٰ نے بھی اُن لوگوں کو اُن خاص برکات سے محروم رکھا۔ جو محض بعد تعظیم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب سے تعلق رکھتی ہیں۔ اہلِ پیغام کی نسبت جو کچھ ہم نے ابھی بیان کیا محض فرضی نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ چنانچہ بطور نمونہ پیغام صلح کے تازہ پرچہ میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے ابتدائی حصہ کی حسبِ ذیل عبارت ملاحظہ ہو:-

"ربوہ کی خلافتِ ثانیہ کا دورِ اوّل شاندار ہونے کے علاوہ مرکز اور بہشتی مقبرہ کا بھی وارث تھا ان ظاہری بتوں کے علاوہ بزعم خود مصلح موعود ہونے کا فخر بھی حاصل تھا۔۔۔"

"غرضیکہ اسلامی دُنیا میں مسیح موعود کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور بے جا حرکات میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا۔ اور سزا کا وقت آ پہنچا "مرکز اور بہشتی مقبرہ" جن پر یہ اترایا کرتے تھے چھین لئے گئے۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم و کریم ہے خلافتِ ثانیہ کے علمبردار کو جیسے جاہ و جلال عطا فرمایا اور ربوہ کی سرزمین میں قصرِ خلافت کی تعمیر ہوئی اور دوبارہ دُنیا سے الگ تھلگ مطلق العنان خلافت کے اسباب مہیا ہو گئے۔ میں نے خود بھی ایک جلسہ سالانہ پر خلیفہ صاحب کی آمد و رفت کا منظر دیکھا ہے گورنر جنرل کی آمد و رفت کی ہو بہو نقل تھی"۔ (پیغام صلح ۲۳ اگست ۱۹۶۷ء صفحہ ۹)

دیکھا آپ نے مسیح موعود علیہ السلام سے وابستگی کا دم بھرنے والوں کا انداز بیان۔ امام الزمان تو قادیان کو خدا کے رسول کی تخت گاہ قرار دے اور بہشتی مقبرہ کے بارہ میں الہامِ الٰہی تو کہے کہ انزل فیہ کل برکۃ مگر ان مریدانِ باصفا (؟) کا یہ حال ہے کہ ان کو "ظاہری بتوں" کے نام سے پکار رہے ہیں۔ کیا یہ بیہودہ اور گستاخانہ اندازِ تحریر سیاہ باطنی کی واضح علامت نہیں۔ شعائر اللہ کی اس قدر بے حرمتی کے ارتکاب کے نتیجہ میں اگر ان لوگوں کے دلوں سے تقویٰ اللہ جاتا رہا ہو تو ہرگز مقامِ تعجب نہیں۔

علاوہ ازیں عبارت کا نفسِ مضمون کذب و افتراء کا مرقع ہونے کے ساتھ ساتھ مضمون نگار کی پریشان خیالی تضاد بیانی کی ایک واضح مثال اور غیر شعوری طور پر اپنی پارٹی کی عبرتناک شکست اور خلیفہ برحق کی نمایاں کامیابی کا غیر مبہم اقرار ہے۔

اگرچہ مضمون نگار نے مرکز (قادیان) اور بہشتی مقبرہ کو اپنی سیاہ باطنی کے سبب "ظاہری بتوں" کا نام دیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر پیغامی کے لاشعوری دماغ میں ان دونوں کی عظیم برکات کا تاثر ضرور ہے اور چونکہ یہ لوگ اپنے ہی عمل سے ان سے بے نصیب اور محروم ہو چکے ہیں اسلئے انگور کھٹے ہیں کہنے والے کی طرح اپنے نفس کو دھوکہ دیتے ہوئے شعائر اللہ کو "ظاہری بتوں" کے نام سے پکارنے لگے۔ حالانکہ قرآنی بیان کے مطابق تو ایسی چیزیں دلی تقویٰ کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ مگر حق کی مخالفت پر کمربستہ افراد کو تقویٰ کی کیا ضرورت اُنہیں تو بس مخالفت سے غرض ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے:-

"مرکز اور بہشتی مقبرہ جس پر یہ اترایا کرتے تھے چھین لئے گئے"۔

نہ معلوم مضمون نگار کس اندھیری کوٹھڑی میں پڑا ہوا ہے۔ کذب و افتراء کی حد کر دی ہے

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر مضمون نگار کو اس واضح حقیقت کا علم نہیں تو پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب ہی صحیح بات بتانے سے قاصر رہے ہیں تو سنیں کہ قادیان مرکز بفضلہ تعالیٰ بدستور کام کر رہا ہے۔ ہم لوگ اسی جگہ موجود ہیں۔ وہ مبارک حصہ جس میں جماعت کے مقاماتِ مقدسہ مسجد مبارک مسجد اقصےٰ منارۃ المسیح الدار۔ اور بہشتی مقبرہ وغیرہ موجود ہیں کسی وقت بھی احمدیوں سے چھینا نہیں گیا۔ یہ مقدس ایریا احمدی جاں نثاروں سے ہی آباد رہا۔ اور اب بھی ایسا ہی ہے اگر ان دگرگوں کے دل میں قادیان سے کچھ بھی اُنس اور محبت ہے تو آئیں اور آ کر اپنی آنکھوں سے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مدینۃ المسیح قادیان کی خبریں!

مورخہ یکم ستمبر کو نماز جمعہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے پڑھائی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ پڑھ کر سنایا۔

۲۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب، و مکرم چوہدری فیض احمد صاحب جو ۱۰ اگست کو سلسلہ کے کام سے حیدرآباد تشریف لے گئے تھے مورخہ ۲۱ اگست کو بخیریت واپس تشریف لے آئے۔

۳۔ مورخہ ۳۱ اگست صبح اللہ تعالیٰ نے مکرمی مولوی محمد احمد صاحب کالا افغاناں درویش کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ اور مورخہ ۲ ستمبر کو عزیز احمد صاحب مسفوری کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ ہر دو نومولودین کی درازیٔ عمر اور نیک صالح اور خادمِ دین بننے کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

۴۔ مقامی اطفال تعلیم القرآن کلاس نے سورت ہود ختم کر کے آج ۵ ستمبر کو سورت یوسف شروع کی ہے۔

۵۔ یکم ستمبر۔ مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے امرتسر سے ڈسچارج ہونے کے بعد قادیان آ گئے آپ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہت بہتر ہے باقی علاج مقامی طور پر جاری رہے گا۔ کامل شفایابی کیلئے احباب دعا فرمائیں۔

۶۔ مکرم ماسٹر نثار احمد صاحب مرحوم کی بیٹی منصورہ بیگم آج ۵ ستمبر بغرض علاج امرتسر ہسپتال میں داخل کرایا گیا عزیزہ کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے احباب دعا فرمائیں۔

۷۔ الحمدللہ کہ مرزا محمود احمد صاحب درویش کا زخم اب بفضلہ تعالیٰ اچھا ہو گیا ہے یاد رہے کہ موصوف کو ۱۱ مئی کو مسجد اقصےٰ کے کنوئیں میں گر جانے سے بائیں ران پر بڑا زخم آ گیا تھا۔ اب صرف اعصاب میں کسی قدر تکلیف باقی ہے اللہ تعالیٰ اُسے بھی اپنے فضل کیساتھ دور کر دے۔ آمین

خطبہ جمعہ

دُنیا میں تباہی کی آگ بھڑک رہی ہے آؤ! اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈے سایہ تلے پناہ لیکر اس آگ سے محفوظ ہو جاؤ

آج دنیا کے پردے پر صرف اسلام ہی ہر لحاظ سے کامل و اکمل اور زندہ مذہب ہے

اس کی پیروی سے آج بھی زندہ نشانات اور آسمانی بشارات کا ذاتی طور پر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ اگست ۱۹۶۷ء بمقام لنڈن

لنڈن ۱۱ اگست ۱۹۶۷ء۔ آج اڑھائی بجے دوپہر حضور نے مسجد فضل لنڈن میں تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور کے خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے ۔ (خاکسار لئیق احمد طاہر لنڈن)

حضور نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

امریکہ سے بھی ہماری جماعت کے چند ممبر یہاں آئے ہوئے ہیں جو صرف انگریزی زبان ہی سمجھتے ہیں۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ آج کا خطبہ اردو کی بجائے انگریزی زبان میں ہی دوں

ہم احمدی مسلمان ہیں

اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ پر ہمارا اعتقاد رسمی نہیں ہے بلکہ ہم اسے زندہ سمجھتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس کے ساتھ زندہ تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ ہم میں سے سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں اس کا ذاتی تجربہ رکھتے ہیں ہم اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر روحانی فرزند تھے اور آپ دنیا میں مسیح موعود بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ آپ روحانی و جسمانی بیماریاں دور فرما دیں۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ

اسلام ایک عظیم الشان مذہب ہے

اسلام نے جس روشنی کی تعلیم دی ہے اس کے مطابق تمام انبیاء سچے نبی تھے اور منجانب اللہ تھے۔ جس طرح جن مذاہب کی ان انبیاء نے تعلیم دی اور دنیا کے مختلف حصوں میں اپنی تعلیم رائج کی اور وہ مقبول ہوئی وہ اپنے محدود زمانہ تک قابل عمل رہی۔

ان انبیاء میں سے کوئی ایک نبی بھی جھوٹا نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ کوئی جھوٹا نبی دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا قہر جھوٹے مدعی نبوت پر نازل ہوتا ہے وہ اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے اور اس کے متبعین کو منتشر کر دیتا ہے اور جو انبیاء اپنے مشن میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے دنیا میں شہرت حاصل کی اور ایک عالم نے انہیں قبول کر لیا یقیناً وہ خدا تعالیٰ کے برحق فرستادہ تھے

اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے

کہ ہم تمام انبیاء پر ایمان لائیں اور ان کا احترام کریں خواہ وہ بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے ہوں یا دنیا کی کسی اور قوم کی طرف یہی وجہ ہے کہ آج ہم جب کسی مذہب کا انکار کرتے ہیں تو صرف اس کی موجودہ مسخ شدہ شکل اور محرّف و مبدل تعلیم کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

آج سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب ایسا نہیں ہے کہ جو کہ اپنی صحیح تعلیم پیش کر سکتا ہو۔ انسانی ہاتھوں کی دست برد سے یہ مذاہب محفوظ نہیں رہے۔ اور پہلے مذاہب اپنے مذہبی نقطہ نظر کے لحاظ سے صرف محدود لوگوں کے لئے ہی تھے۔ ان کا مقصد محدود وقت کے لئے سماجی و اخلاقی و روحانی ضروریات پوری کرنا تھا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ سابقہ انبیاء جنہیں ابتداء میں لاکھوں نے صدیوں تک برحق نبی کے طور پر تسلیم کئے رکھا مسلمانوں کا دل ان سب کے لئے جذبہ احترام و محبت سے معمور ہے۔ کیونکہ ایک سچا مسلمان اس بات پر کامل یقین رکھتا ہے کہ جو مذہبی تعلیم ان انبیاء نے دی تھی وہ اپنی اصل شکل میں ہرگز غلط نہ تھی مگر آج محض اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی حقیقی تعلیم بالکل محفوظ ہے اور خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں ابتداء سے ہی اس کا وعدہ فرمایا کہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کہ یہ شریعت ہم نے ہی نازل کی ہے اور ہم ہی اس کی یقیناً حفاظت کریں گے۔ قرآن مجید کے لاکھوں نسخے دنیا میں پائے جاتے ہیں اور لاکھوں حفاظ قرآن مجید دنیا میں موجود ہیں جو کہ اس کی حفاظت کا ایک بیّن ثبوت ہیں

لاکھوں مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کر کے اسلامی تعلیمات دنیا میں قائم رکھیں۔ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی جناب سے اسرار غیبیہ اور قرآنی نکات معرفت سے بہرہ اندوز کیا۔ ان مسلمانوں نے اخلاقی و روحانی مسائل کو اپنے اپنے زمانہ میں حل کیا۔ ہمارے زمانہ میں حضرت سید و مولا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل ہماری اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ نے اپنی تحریرات اور کلمات طیبات سے یہ ثابت فرمایا کہ تعلیم اسلام کامل و اکمل ہے اور اس کا مقابلہ دنیا کے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم نہیں کر سکتی۔

زندہ نشانات اور آسمانی بشارات

جو آپ پر ہر روز تائید و نصرت کی نازل ہوتے رہے ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ باقی تمام مذاہب ان زندہ نشانوں سے عاری ہو گئے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ مردہ مذاہب ہیں ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر خدا تعالیٰ کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور تجلیات الٰہیہ کا ذاتی طور پر مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

ایک زندہ مذہب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کامل و اکمل ہو جس میں انسان اپنے طور پر کوئی اصلاح نہ کر سکے۔

اسلام نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ وہی درحقیقت ایک کامل مذہب ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ

دے گا۔
اس قسم کا دعوےٰ کسی اور مذہب نے نہیں کیا۔ نہ ہی تورات نے اور نہ ہی انجیل نے اس بات کا دعوےٰ کیا ہے

عہد نامہ قدیم میں

یہ الٰہی وعدہ ہے
"میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں اُن کا حساب اُس سے لوں گا۔"

(استثناء $\frac{18}{18-20}$)
اگر عہد نامہ قدیم کی تعلیم پر عمل کرنے سے مستقبل کے مسائل کا حل ممکن ہوتا تو کسی نئے نبی کی بعثت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اور خدا تعالےٰ کے قہر اور اس کی تباہیاں اس نبی کے منکرین پر نازل نہ ہوتیں۔

عہد نامہ جدید

نے بھی یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ اس کی تعلیم مکمل ہے جیسا کہ لکھا ہے۔
"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔"

(یوحنا $\frac{16}{12-13}$)
پس موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ تورات نامکمل کتاب ہے اور ایک موعود نبی کی کامل شریعت کی بشارت دی ہے۔ مسیحؑ نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان کی تعلیم مکمل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ وقت کامل و مکمل شریعت کے لئے سازگار نہ تھا۔ انسانی دماغ اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ کامل شریعت کا مخاطب بنے پس یہ کوئی ایسے نبیوں کا دعوےٰ نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کے مخالفین کو چیلنج کیا کہ وہ اسلام کی کامل تعلیم کے مقابلہ میں اپنی تعلیم پیش کریں اور یہ ثابت کریں کہ ان کی تعلیم اس سے افضل ہے مگر کسی مذہب کا کوئی نمائندہ بھی میدان مقابلہ میں نہ آیا۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ آپ سے

ایک عیسائی نے یہ سوال کیا

کہ قرآن مجید کے نزول کی کیا ضرورت تھی جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت موسےٰؑ سچے نبی ہیں اور تورات ایک الہامی کتاب ہے
حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ سچ ہے موسےٰؑ خدا تعالےٰ کے نبی تھے اور یہ بھی درست ہے کہ تورات اپنی اصل شکل میں ایک الہامی کتاب تھی لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کا دور ختم ہو چکا ہے اور آپ کی تعلیمات کا چشمہ خشک ہو چکا ہے۔ لہٰذا انسان کی روحانی پیاس اس سے نہیں بجھ سکتی آج اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کا روحانی سمندر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے ٹھاٹھیں مار رہا ہے قرآنی علوم کے مقابلہ میں بائیبل کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے۔ صرف سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہی کو لے لیجئے ان کا مقابلہ بھی پوری تورات و انجیل نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ تورات اور انجیل مکمل قرآن کے مقابلے میں ٹھہر سکیں۔
آپ نے عیسائی مبلغین کو للکارا کہ وہ تورات اور انجیل کی تعلیمات کو قرآن کے مقابلے پر پیش کریں۔ صرف سورۃ فاتحہ ہی ایک ایسی جامع اور مکمل تعلیم پیش کرتی ہے جس کے مقابلے میں اُن کی کُل کتب حیثیت نہیں رکھتیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ چیلنج آج بھی قائم ہے اور میں اس بات کا آج بھی اعادہ کرتا ہوں کہ رومن کیتھولک اور عیسائیوں کے دوسرے فرقوں کے سربراہ اس چیلنج کو قبول کریں اور اسلام اور عیسائیت کی سچائی کا فیصلہ کریں۔

اسلام کی دوسری خصوصیت

جو کہ دنیا کے کسی اور مذہب کو حاصل نہیں ہے یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ زندہ تعلق اور تازہ معجزات پر مبنی ہے۔
جب یہ دو خصوصیات ایک مذہب میں جمع ہو جائیں اُس وقت اُس کی روحانی روشنی سے سارا عالم جگمگا اُٹھتا ہے اور اس کی ضیاء پاشی سے سارے شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں اور دلوں کو اُس کی روشنی یقین اور ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیتی ہے۔
حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اسلام کی صداقت کے طور پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں نشانات دُنیا کے سامنے پیش کئے جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالےٰ سے اطلاع پا کر پانچ عظیم تباہیوں کے بارے میں پیشگوئی فرمائی دو پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی صورت میں عظیم الشان طور سے پوری ہوئیں تیسری ہولناک تباہی کے مہیب آثار آسمان پر ہویدا ہیں جس کے تاثرات نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر بھی دی کہ اس تیسری تباہی کے ساتھ غلبۂ اسلام کا زمانہ بھی وابستہ ہے
اس تباہی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان سچے راستے کو اختیار کرے اور وہ راستہ اسلام ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قہر عنقریب اس دنیا پر نازل ہونے والا ہے تباہی کی آگ بھڑک اٹھی ہے آؤ اور استغفار کے آنسوؤں سے اس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو سرد کرو۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم کے ٹھنڈے سائے تلے پناہ حاصل کرو۔ اُٹھو اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرو آؤ۔ اگر تم اس بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو
اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس سے محفوظ رکھے۔
حضور نے خطبہ ثانیہ کے دوران اردو میں انگلستان کے احمدی احباب جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا۔
میں آپ کو

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مکرم و محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود اس ضمن میں بڑی محنت سے کام کیا ہے اور بہت سے دوستوں نے فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف توجہ کی ہے۔
اگر احمدی مستورات ڈنمارک کی مسجد کا تمام خرچ برداشت کر سکتی ہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ انگلستان کے احمدی بھائی فضل عمر فاؤنڈیشن میں کیوں اس رقم سے کم چندہ پیش کریں جو احمدی بہنوں نے ڈنمارک کی مسجد کے لئے دی ہے۔
میں

محبت و پیار کی ایک بات

آپ کے سامنے رکھتا ہوں ~~ایک بوڑھے~~
دفتر نے ملاقات کے پروگرام کے دوران) مجھے اطلاع دی کہ ایک بزرگ دوست گجرات سے آئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ اتنے ضعیف اور بوڑھے ہیں کہ سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتے۔ میں نے پیغام بھجوایا کہ اگر وہ سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتے تو میں تو خدا تعالےٰ کے فضل سے نیچے اُتر سکتا ہوں۔ میں سیڑھیاں اُترتے کے اُن کے پاس گیا وہ کھڑے ہو گئے اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے انہوں نے اپنی جیب یا صدوقی کی گرہ سے ایک رومال نکالا اور اُسے کھول کر مجھے ۱۰/۱۴۱ روپے دیئے کہ یہ فضل عمر فاؤنڈیشن کا چندہ ہے میں گجرات سے چل کر صرف یہی چندہ دینے آیا تھا۔
ایک غریب آدمی جس کی ساری پونجی شاید یہی تھی وہ حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت میں گجرات سے چل کر ربوہ آ کر وہ رقم پیش کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ جہاں دعوےٰ محبت ہو وہاں اُس کے مطابق عمل بھی چاہیئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ مولوی قدرت اللہ صاحب ۳۰ ستمبر تک ابھی یہاں ٹھہریں گے۔ آپ فاؤنڈیشن کی طرف توجہ کریں۔
میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ سے مستقبل قریب میں اس سے بھی بڑی قربانیوں کا مطالبہ کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت جماعت

ایک نازک دور

میں داخل ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ بشارتیں جن کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا تھا ہماری زندگی میں ہی پوری ہوں تو ہمیں عظیم الشان قربانیاں دینی ہوں گی۔ اتنا اشارہ ہی کافی ہے خدا تعالےٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔
اسکے بعد حضور نے نماز جمعہ پڑھائی۔ سینکڑوں دوست حضور کے کلمات طیبات سننے اور حضور کی زیارت کرنے کے اشتیاق میں دور دور سے آئے ہوئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جماعت کے دل اپنے محبوب امام کی محبت و اُلفت سے لبریز ہیں نماز جمعہ اور خطبہ میں بعض غیر ملکی غیر از جماعت احباب

مومنانہ عقیدت اور شیفتگی کے بے مثال نظارے

واپسی پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ہوائی اڈوں پر قائم

:- محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل :-

سلسلہ احمدیہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا علمبردار ہے۔ احمدیت میں نظام خلافت، خلافتِ راشدہ کے نہج پر جاری ہے۔ خلفاء راشدین کی ایک علامت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی ہے۔ "تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ" (مسلم) کہ تم کو ان سے محبت و الفت ہوگی اور وہ تم سے پیار و الفت کریں گے۔ گویا خلافتِ راشدہ جماعت کے اتحاد، رابطہ اور باہمی اجتماعیت کے لئے مرکزی نقطہ ہے۔ خلیفۂ وقت سے افرادِ جماعت کو دلی خلوص اور قلبی محبت ہوتی ہے اور خلیفۂ وقت جماعت کے افراد سے پیار اور الفت رکھتا ہے ان کے لئے اسی طرح پگھلتا ہے جس طرح شمع اپنے پروانوں کے لئے پگھلتی ہے۔ یہ الفت و پیار کا رابطہ دو طرفہ ہوتا ہے اور یہ خلافتِ راشدہ کی ایک عظیم علامت ہے کہ جماعتِ مومنین کو خلیفۂ وقت سے خاص محبت و پیار ہو۔ وہ دلی شوق سے اس کی اطاعت کریں اور خلیفۂ وقت کو اپنے مریدوں سے انتہائی الفت ہو اور وہ ہر لمحہ ان کی بہبودی کے لئے کوشاں رہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے سفرِ یورپ نے جو آپ نے محض لوجہ اللہ اختیار فرمایا مومنانہ جذباتِ محبت کے اظہار کا ایک موقعہ پیدا کر دیا۔ محبت کا فراق اور جدائی کے موقعہ پر زیادہ نمایاں رنگ میں ظاہر ہونا ایک طبعی امر ہے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ ۶؍جولائی ۶۷ء کو سفر پر روانہ ہوئے۔ ربوہ میں جذبات کی جو کیفیت تھی احباب کے دل تبلیغِ اسلام کے اہم مقصد کے پیشِ نظر خوشی سے لبریز تھے مگر ساتھ ہی اپنے پیارے امام کی جدائی کے احساس سے گھائل بھی ہو رہے تھے آنکھیں نمناک تھیں اور چہروں پر افسردگی تھی مگر دینِ خدا کی اشاعت کے غالب جذبہ کے ماتحت کہہ رہے تھے کہ

بسلامت روی و باز آئی

حضرت امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ فرض کی ادائیگی کو ضرور سمجھتے تھے اور اولوالعزمی سے سفر پر روانہ ہو رہے تھے مگر احباب مرکز کی جدائی کے چرکے اور دل کے زخم چہرہ پر نمایاں تھے۔ بہرحال آپ یورپ کے لئے روانہ ہوتے۔

ہر جگہ جماعتوں نے محبت اور خوشی سے استقبال کیا اور پھر روانگی کے وقت بہتے ہوئے آنسوؤں سے آپ کو الوداع کہا۔ یہ طویل داستان ہر جگہ کے احباب خود ہی بیان کر سکتے ہیں۔ ہم اہلِ ربوہ گن گن کر وہ دن گزار رہے تھے جو اس سفر کے لئے مقرر تھے۔ جب اطلاع آئی کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ ۲۰؍اگست کو رختِ سفر باندھ کر یورپ سے واپس روانہ ہوں گے اور ۲۱؍اگست کو پاکستان کی سرزمین کراچی میں نزول فرما ہوں گے تو ہر احمدی کا دل باغ باغ ہو گیا اور اب تو گھنٹوں کا شمار ہونے لگا۔ مجھے مجلسِ مرکزیہ انصار اللہ کے اس فیصلہ سے بے حد خوشی ہوئی کہ میں مجلس کی طرف سے حضور ایدہ اللہ بنصرہ کا استقبال کرنے کے لئے صدر انجمن، تحریک جدید اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نمائندوں کے ہمراہ کراچی جاؤں ہمارا یہ وفد ۱۹؍اگست کو ربوہ سے روانہ ہو کر ۲۰؍اگست کو کراچی پہنچا۔ ۲۱؍اگست کو محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعتِ احمدیہ کراچی، مربی سلسلہ مولانا عبدالمالک خان صاحب اور احباب کراچی کے ہمراہ ہم ہوائی اڈہ پر تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ جملہ احباب ہمہ تن دعا بنے ہوئے تھے کہ ہمارے امام بخیر و عافیت ہوائی جہاز سے اتریں۔ بالآخر وہ مبارک ساعت آگئی جب جہاز ہوائی اڈہ پر اترا اور چند منٹوں کے بعد حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ بنصرہ نہایت ہشاش بشاش ہمارے درمیان ریسیپشن کمرہ میں تھے۔ احباب آگے بڑھ بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہتے تھے مگر منتظمین کا طے شدہ پروگرام تھا کہ اس جگہ محدود سے چند دوستوں کے سوا کوئی مصافحہ نہ کر سکے گا۔ جونہی اس پروگرام کا ذکر محبوب امام ایدہ اللہ بنصرہ سے ہوا آپ نے اپنے دلی پیار کا ذکر کر کے فوراً فرمایا یہ تو میں ضرور کرنا چاہتا ہوں۔ پھر کیا تھا مصافحہ کا سلسلہ شروع ہو گیا دونوں طرف آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ اور لذتِ دید سے دل محظوظ ہو رہے تھے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے ہماری اداسی کو بھانپ کر خود پہل کی۔ مثلاً خاکسار کو معانقہ کا شرف عطا کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ دبلے کیوں ہو گئے ہیں ایک بزرگ سے فرمایا کہ آپ پیچھے تھے آگے آ گئے ہیں۔ سب سے بے تکلفی سے ملاقات ہوئی۔ پیار و محبت کا باغ مہک اٹھا اور سب کے دل باغ باغ ہو گئے۔ جو دوست ہوائی اڈہ کی اجازت نہ ہونے کے باعث گرد میں نہ آ سکے تھے حضور نے ان سب سے بھی ایک ایک سے خود ان کے پاس پہنچ کر ملاقات فرمائی اور سب کی خوشی کو دوبالا کر دیا۔ امراء اضلاع، بزرگانِ سلسلہ اور جملہ احباب کو ملاقات کے علاوہ یورپ میں اسلام کے شاندار مستقبل کی خبر دل سے محظوظ فرمایا۔ جلوس کی شکل میں کاروں میں حضور قیام گاہ پر پہنچے۔ اندر داخل ہونے سے پہلے پروگرام کے بارے میں ہدایات دیں اور یہ بھی فرمایا کہ گزشتہ رات میں ایک منٹ کے لئے بھی نہیں سو سکا۔

۲۲؍اگست کو بھی بارش تھی مگر وقفہ وقفہ سے ہوتی رہی۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی قیام گاہ پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے علاوہ احمدی احباب جو کراچی کے علاوہ دور دراز علاقوں سے آئے تھے ملاقات کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ اور اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے رہے۔ مردوں کے علاوہ خواتین بھی اس میدان میں پیچھے نہ تھیں۔ پانچ بجے پریس کانفرنس کا وقت مقرر تھا۔ حضور ہوٹل میں تشریف لے گئے۔ ایک بھرپور پریس کانفرنس میں صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیئے اپنے سفر کے مقاصد بیان فرمائے۔ یہ سب گفتگو بھی محبت کے چھلکتے ہوئے پیالے کی شکل میں تھی ہم تو پیر ماننے والے اور معتقد ہیں دوسرے لوگ بھی اتنے گرویدہ تھے کہ ان کے قول و فعل سے اسی کا اظہار ہو رہا تھا۔ دوسرے دن کے اخبارات میں متاثر نوٹ شائع ہوئے۔ حضور نے مغرب و عشاء کی نمازوں کے بعد احمدیہ ہال میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر اہتمام جلسہ سے خطاب فرمایا۔ خطاب سے پہلے حضور نے دو نکاحوں کا اعلان فرمایا جن میں سے ایک مکرم اخویم نسیم سیفی صاحب کے فرزند کا نکاح تھا جلسہ سے خطاب میں بھی حمد باری اور جماعت سے محبت کا ظہور نمودار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کئے بے پایاں احسانات کے ذکر میں یہ بھی فرمایا کہ جماعت احمدیہ نہایت قابل قدر بلکہ بے نظیر جماعت ہے فرمایا کہ مجھ سے یورپ میں ایک جگہ ایک اخبار نویس نے پوچھا کہ جماعت احمدیہ میں آپ کا کیا مقام ہے؟ میں نے کہا کہ میں اور جماعت احمدیہ الگ الگ نہیں ہیں۔ میں جماعت ہوں اور جماعت مجھ میں ہے۔ میں تقریر کی رپورٹ نہیں لکھ رہا ہوں تو دوسرے احباب لکھیں گے میں تو محبت کی چند باتیں قلمبند کر رہا ہوں۔ حضور نے پوری محبت سے جماعت کو اس کے بلند مقام کی طرف توجہ دلائی۔ یہ بیانِ محبت دراز تر ہو جاتا مگر ابھی کھانے کا پروگرام بھی تھا۔ ساڑھے دس بجے کے قریب حضور کی پیار بھری گفتگو ختم ہوئی۔ منتظمین کا فیصلہ تھا کہ اب مصافحہ سے حضور کو تکلیف ہوگی کوفت کافی ہو چکی ہے۔ یہ اعلان ہونے ہی والا تھا کہ ہزاروں ساتھیوں جو ہوائی اڈہ پر نہ پہنچ سکے تھے، ان کی آنکھوں اور چہروں کو پڑھتے ہوئے میں نے حضور کی دیرینہ کرم نوازی کے باعث جسارت کر لی اور حضور سے عرض کیا کہ اگر ان دوستوں کو مصافحہ کا موقعہ نہ ملا تو ان کو صدمہ ہوگا۔ میرا عرض کرنا تھا کہ حضور نے فی الفور فرمایا کہ میں تو خود چاہتا ہوں خواہ ایک گھنٹہ لگ جائے۔ جھٹ انتظام کا رخ بدل گیا اور مصافحے شروع ہو گئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے ہر شخص سے اس بشاشت، خندہ پیشانی اور پدرانہ شفقت سے مصافحہ کیا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شاید اسی شخص سے آپ نے ملنا ہے۔ دعاؤں کے علاوہ پیار سے زخمہائے فراق کا مداوا فرما رہے تھے۔ ایک عزیز جماعت شخص نے اپنی پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی دعا فرمائی اور جھٹ ایک رقم مقامی مربی کو دی کہ اس کے پیچھے جا کر خفیہ طور پر اسے دے آئیں۔ مدارات کے بارہ مجھے میں چند منٹ

پائی تھی کہ ہم کھانے کے لئے محترم شیخ رحیم احمد صاحب کی کوٹھی پر پہنچے۔ کھانا تو کھایا ہی جاتا ہے مگر جس محبت کے ساتھ حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کے ساتھی کھانا کھاتے ہیں وہ اور ہی رنگ ہے۔ اگلے روز ۲۴ر اگست کو پھر صبح سے ملاقاتیں شروع ہو گئیں اور نماز نے بجے شام کے قریب حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کراچی ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ احباب جماعت کا ایک انبوہ کثیر حاضر تھا۔ بہت سے دوسرے دوست بھی موجود تھے۔ مصافحہ اور گفتگو کے بعد حضور نے سب حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور گاڑی نعرہ ہائے تکبیر میں سوئے ربوہ روانہ ہوئی۔ چھاؤنی کے اسٹیشن پر بھی دوست شرف زیارت کے لئے حاضر تھے۔ اس کے بعد اہم مقام کوٹری اور حیدر آباد تھے۔ گاڑی کچھ لیٹ پہنچی۔ ہر دو جگہ احباب کثیر تعداد میں حاضر تھے۔ حضور نے سب سے مصافحہ فرمایا۔ ہمیں دیکھ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی کہ حضور ترسیٹھ سب دوستوں کو جانتے ہیں۔ مربی حیدرآباد مولانا غلام احمد صاحب فرخ کو بہت کم ضرورت پیش آئی کہ مصافحہ کرنے والے دوست کا تعارف کرائیں۔ یہاں یہ بات ناقابل فراموش ہے کہ جب حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ سے پلیٹ فارم پر تشریف رکھتے ہوئے ساتھ عرض کیا گیا کہ اخبار نویس بھی انٹرویو لینے کے لئے حاضر ہیں تو حضور نے فرمایا کہ جماعت مقدم ہے پہلے جماعت کے دوستوں سے مصافحہ کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر حضور نے آخر میں اخبار والوں کے جوابات بھی دیئے اور وہ حضور کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر بھی باتیں کرتے رہے۔ روہڑی میں صبح پانچ بجے گاڑی پہنچی وہاں پر صوفی محمد رفیع صاحب امیر جماعت بہت سے دوستوں کے ساتھ ہمہ تن انتظار ہو رہے تھے۔ دوستوں کے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار تھے ایک بڑی تعداد سندھی احمدی مردوں اور خواتین کی ایسی تھی کہ جن کے متعلق مربی سلسلہ مولوی محمد عمر صاحب بی۔ اے نے بتایا کہ یہ ساری رات جاگتے رہے ہیں اور پانچ پانچ میلوں سے حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ نے ہر چھوٹے بڑے اور بچے سے نہایت پیار سے مصافحہ فرمایا۔ خواتین کو السلام علیکم کہا اور سب کے لئے دعا فرمائی۔ یوں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا لازمی نہیں۔ مومن کا دل ہر لحظہ آستانۂ الوہیت پر گداز ہوتا ہے اس سفر میں حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ نے اکثر جماعتوں کے لئے اسٹیشنوں پر ہاتھ اٹھا کر بھی دعا فرمائی۔ حضور کی دعا کے بعد احباب کے چہروں پر مسرت و انبساط کی خاص لہر دوڑتی نظر آتی تھی۔ روہڑی اور اس کے بعد کے اسٹیشنوں پر احمدی بہنیں بھی خاصی تعداد میں اپنے امام ایدہ اللہ بنصرہٖ کو خوش آمدید کہنے اور دعا کی درخواست کرنے کے لئے حاضر تھیں۔ پردہ کی پوری رعایت کے ساتھ وہ حضور کی خدمت میں سلام عرض کرتیں اور درخواست دعا کرتیں۔ ننھے بچوں کی بھی کافی تعداد ساتھ ہوتی تھی۔ یہ ایمان پرور عقیدت کا نظارہ پیش کرنا اہل ایمان کا ہی خاصہ ہے۔ رحیم یار خاں اور خان پور کے اسٹیشنوں پر بھی امراء اور مربیان سلسلہ کی قیادت میں احباب کا جم غفیر حاضر تھا اور سب کے چہروں سے بشاشت ٹپک ٹپک کر نمایاں ہو رہی تھی۔ رحیم یار خاں کی جماعت نے حضور کے سارے قافلہ کے لئے ناشتے کا انتظام کیا تھا۔ رات کے کھانے کا اہتمام احباب کراچی نے کر دیا تھا۔ بہاولپور ڈیرہ نواب۔ لیاقت آباد ہر جگہ قرب و جوار کی جماعتیں حضرت امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہٖ کی زیارت کے لئے جمع تھیں۔ حضور ہر اسٹیشن پر احباب کے ملنے کے لئے گاڑی سے باہر تشریف لاتے اور جملہ احباب سے ملاقات فرماتے۔ سمہ سٹہ اور لودھراں میں بھی کثیر تعداد میں احباب جماعت موجود تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہر جگہ احمدی ہی احمدی ہیں۔ ریل کے دوسرے مسافر بھی ہر جگہ تعجب اور پیار کی نگاہوں سے حضور کو دیکھتے تھے اور احباب سے استفسار کرتے تھے اخباری نمائندے بھی کئی مقامات پر آتے رہے ملتان چھاؤنی پر امیر جماعت اور مربی سلسلہ کی قیادت میں احباب بہت بڑی تعداد میں موجود تھے حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ نے سب سے مصافحہ فرمایا اور احباب کی کثرت کے باعث حضور نے اخباری نمائندوں سے معذرت فرمائی البتہ ان کو سفر کے بارے میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب پرائیویٹ سیکرٹری سے معلومات حاصل ہو گئیں۔ دوپہر کا کھانا جماعت ملتان نے پیش کیا۔ جزاھم اللہ خیراً۔ خانیوال میں بھی عشاق کا جم غفیر محو انتظار تھا۔ ہجوم کو قابو میں رکھنا مشکل ہو رہا تھا بعض جگہ نوجوان منتظمین غلطی کرتے اور احباب کو جو جوش محبت میں آگے بڑھتے تھے ہاتھ سے روک دیتے۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ اس انداز انتظام سے حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کو بہت تکلیف ہوتی اور حضور اسے برداشت نہ کر سکتے کہ کسی احمدی کو ہاتھ کے زور سے روکا جائے۔ خانیوال کے اسٹیشن پر حضور نے ایک منتظم کو اسی سلسلہ میں پر زور منع فرمایا جس سے وہ مرجھا سا گیا۔ مگر جونہی سب سے مصافحہ ہو گیا حضور نے اس عزیز سے بھی پیار سے مصافحہ فرمایا اور اس کی شادمانی کا سامان کر دیا۔ عبدالحکیم، شورکوٹ، ٹوبہ ٹیک سنگھ گوجرہ کے اسٹیشنوں پر بھی احباب کی بڑی تعداد، جو مردوں، عورتوں اور بچوں پر مشتمل تھی، موجود تھی۔ حضور نے بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیرا اور خواتین کو السلام علیکم کہا اور سب کے لئے دعا فرمائی۔ کئی احباب سے ان کا حال خاص طور پر دریافت فرمایا۔ عام طور پر اسٹیشنوں پر لوگوں کی ممانعت تھی۔ مگر لائل پور کے اسٹیشن پر اتنے احباب جمع تھے کہ ریل کے ٹھہرنے کے وقت میں سارے احباب سے مصافحہ ممکن نہ تھا اس لئے منتظمین نے دوستوں کو مصافحہ کے لئے پڑھنے کے لئے روک رکھا تھا۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کے ریل کے دروازہ میں آنے پر احباب نے پر جوش نعروں سے حضور کا استقبال کیا اور کافی دیر تک اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان ہوتا رہا۔ احباب کے چہرے بتا رہے تھے کہ نظم کی پابندی اور وقت کی تنگی سے وہ مجبور ہیں۔ خلوص عقیدت اور شیفتگی ان کے چہروں سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی تھی۔ جماعتوں کی نمائندگی میں صرف محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت نے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ احباب لائل پور نے قافلہ کے لئے چائے کا انتظام بھی فرمایا تھا۔ لائل پور میں احباب ربوہ کا ایک گروپ اور بعض لاہور وغیرہ کے احباب جماعت بھی موجود تھے۔ اب لحظہ بہ لحظہ ربوہ قریب آ رہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کا تمتماتا ہوا چہرہ بتا رہا تھا کہ ربوہ پہنچنے کی آپ کو خاص خوشی ہو رہی ہے بیشک۔ چمبڑ۔ برج اور چنیوٹ کے اسٹیشنوں پر احباب کو شرف زیارت حاصل ہوا۔

ہم جو حضور کے استقبال کے لئے آیا چنیوٹ گئے تھے ہم حضور کی ہی گاڑی کے ایک حصہ میں سفر کر رہے تھے مجلس خدام کے ہونہار ارکان جو کراچی سے لے کر باری باری دس دس کی تعداد میں آتے اور اپنا مقررہ فاصلہ شرف رفاقت اور فریضۂ حفاظت ادا کرنے کے بعد طے کر کے پلٹ جاتے تھے وہ بھی اسی گاڑی کے دوسرے حصہ میں تھے حضور کی خاص نظر کرم کی ایک بات یہ ہے کہ حضور اپنے کمرہ سے متعدد مرتبہ ہمارے کمرہ میں رونق افروز ہوئے اور ایسی پر کیف اور پر لطف مجلس قائم ہوتی کہ الحمد و شاید لائل پور تک یہ سلسلہ قائم رہا اور حالات سفر کے علاوہ بہت پر لطف باتوں سے ہم محظوظ ہوتے رہے۔ یہ سارا سفر عبادت و ذکر الٰہی اور دعاؤں کا سفر تھا۔ سب کے دل حضور کے کامران واپس آنے پر خدا کی حمد سے معمور تھے اور زبان پر بار بار آتا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارا ہی سفر پر کیف اور ایمان افروز تھا۔ اور اس محبت کا آئینہ دار تھا جو امام کو اپنے احباب سے ہے اور اس عشق کا نمونہ تھا جو جماعت کو حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی کامل فتوحات کی گھڑی جلد لائے اور ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ بنصرہٖ وحرمتہ بعینہ الساہرۃ کو صحت و عافیت سے کامیابیوں سے ہمکنار کرتے ہوئے لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

(الفضل ۲۶/۸/۶۷)

خریداران بدر سے گذارش

(۱) بدر کو ترقی دینا اور اس کی خریداری میں اضافہ کرنا ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔

(۲) نئے خریدار کی اطلاع دیتے وقت نیا خریدار کے الفاظ ضرور لکھیے۔

(۳) جملہ خریداران بدر خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ دیا کریں

(۴) نیز پتہ صاف اردو اور انگریزی حروف میں لکھیے۔

مینجر بدر قادیان

پیغام صلح لاہور کی کذب بیانیاں حقیقت کے آئینہ میں

"جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں" (شیخ عبدالرحمن مصری)

"حضرت اقدس علیہ السلام درحقیقت ایک سچے نبی ہیں اور اس زمرہ میں شامل ہیں جنکو انبیاء کے نام سے پکارا جاتا ہے" — (مولوی محمد علی)

(از مکرم محمد عبدالحق صاحب مجاہد امرتسری گنج مغلپورہ لاہور)

اخبار پیغام صلح لاہور مجریہ ۱۶ر اگست میں ایک مضمون "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی" شائع ہوا ہے۔ اس میں بعض اکابرین جماعت احمدیہ کے بعض مضامین کے چھوٹے چھوٹے اقتباس شائع کرکے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ ان اصحاب کا عقیدہ بھی وہی تھا جس پر جماعت لاہور قائم ہے اور لکھا ہے:۔

(۱) مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف کوئی احمدی دعوئے نبوت منسوب نہ کرتا تھا۔"
(صفحہ ۶ کالم نمبر ۳)

(۲) جماعت ربوہ کے علماء اکثر اوقات لوگوں کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا حضرت مولوی نور الدین صاحب رض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے تھے حالانکہ آپ نے جہاں کہیں بھی اپنا عقیدہ بیان کیا ہے حضور کو مجدد مسیح موعود و مہدی کا بیان فرمایا ہے ....
آئندہ اقتباسات سے واضح ہو جائیگا کہ مارچ ۱۹۱۴ء سے پہلے کوئی احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعی نبوت نہیں سمجھتا تھا۔"
(صفحہ ۷ کالم ۲)

جہاں تک امر اول کا تعلق ہے پیغام صلح کی یہ بدترین کذب بیانی ہے۔ ورنہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ۱۹۱۴ء سے پہلے جماعت احمدیہ کا جو متفقہ عقیدہ تھا وہ یہی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔ جماعت مبائعین خدا کے فضل سے اسی عقیدہ پر قائم رہی اور قائم ہے۔ البتہ ۱۹۱۴ء کے بعد خلافت احمدیہ سے برگشتہ ہونے والے گروہ یعنی اہل پیغام کے اپنے عقیدہ میں زبردست تبدیلی ہوئی۔ الگ الگ وقت میں ان لوگوں کی اپنی ہی متخالف تحریرات اس حقیقت کا واضح ثبوت ہیں۔

ذیل میں بطور نمونہ چند مشاہیر بزرگان جماعت کی تحریرات سے ایسی پیش کرتے ہیں جن سے روز روشن کے طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ۱۹۱۴ء سے پہلے بھی جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی تحریرات آئندہ شائع ہوں گی انشاء اللہ۔ پہلے دیگر اکابر جماعت کی تحریرات پیش کی جاتی ہیں:۔

۱۔ حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب

"میں قادیان جا رہا ہوں کیونکہ وہاں ایک نبی مبعوث ہو کر آیا ہے۔"
(الحکم ۲۴ر مارچ ۱۹۰۸ء)

۲۔ مولوی فضل محمد صاحب

"ہم نے کہا، حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے رسول ہیں ان کا عیب گیر رسوا ہوتا ہے۔"
(الحکم ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۶ء)

۳۔ حضرت حکیم فضل الدین صاحب

ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اگر فرض کیا جائے کہ غیر نبی نبی کی برابری نہیں کر سکتا تو یہ سوال اس وقت ہوتا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول اور نبی نہ ہوتے جب وہ نبی ہیں تو اب یہ سوال پیدا نہیں ہوتا" (الحکم ۲۴ر مئی ۱۹۰۶ء ص ۹)

۴۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب الحکم کے مدیر اپنی وصیت یوں فرماتے ہیں:۔

"میں بحمد اللہ اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی کریم صلے اللہ کے بروزی ظہور کے مظہر اتم اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔"
(الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۶ء ص ۳)

مولوی کرم دین نے جب مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کے متعلق حضرت مسیح پاک علیہ السلام پر زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند جہلم میں دائر کیا۔ جو ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء کو خارج ہو گیا۔ اس وقت اخبار الحکم کا ایک خاص نمبر نکلا تھا جس میں لکھا:

"اے خدا کے برگزیدہ رسول! الحق خدا تیرے ساتھ کھڑا ہوا ..... اے نبی اللہ تجھے بشارت ملی جس کا وعدہ لبثنا ... تااقتاد النبیئون یوم العید کو دیا گیا۔ (الحکم ۱۹ر جنوری ۱۹۰۳ء)

۵۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جید ترین علماء میں سے تھے۔ اور اختلاف سلسلہ سے پہلے آپ وفات پا چکے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے آپ کی وفات پر حضور علیہ السلام آپ کی شان میں فرماتے ہیں۔

زیں عجب تر آنکہ او در عجبتم در چند روز
مظہر اسرار حق شد تا رسد راز قدیم
گوہر خود چوں آب نازک در رشتہ از فہم رسا
ہر چہ ما گفتیم زائل شد در او طبع فہیم

اس مظہر اسرار حق راز قدیم نے جس کی طبع فہیم حضور کی ہر بات کو جذب کر لیتی تھی حضور کے منصب اور مرتبہ کو کیا سمجھا اور آپ کے مرتبہ کا کیا اندازہ کیا فرماتے ہیں:۔

(۱) "اس وحی میں اتنا بڑا دعویٰ ہے کہ خدا شناس خدا ترس کی گردن جھک جاتی ہے اس میں اپنے تئیں خدا کا رسول اور اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے والا کہا گیا ہے۔" (الحکم ۲۴ر فروری ۱۹۰۳ء)

(۲) "حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے اس دعوے برحق سے کہ میں حسین رض اور پہلے سے بڑھ کر ہوں مخلوق پرست غالیوں کے کپڑوں میں آگ لگ گئی حالانکہ کس قدر صاف بات تھی کہ جو تمام انبیاء کا موعود اور خاتم النبیین کے منہ سے جری اللہ اور نبی اور مرسل اور حکم پکارا گیا ہو اس سے حسین رض کو یا دوسروں کو کیا نسبت۔"
(دیباچہ خلافت راشدہ ص ۲۳)

(۳) "اگرچہ میں اس تحریر سے پہلے بھی علی وجہ البصیرۃ آپ کو سچا پیغمبر اور رسول مانتا ہوں لیکن اس تحریر کو پڑھ کر ایک حالت وجد طاری تھی اور میں سر سے پیر تک بھرا ہوا تھا کہ کس قدر زنجیر ... اور شعور اس کو اپنی سچی ... پر ہے۔" (الحکم ۱۰ر مئی ۱۹۰۳ء)

(۶) حضرت میر قاسم علی صاحب رض

حضرت میر قاسم علی صاحب رضی اللہ عنہ ایڈیٹر اخبار فاروق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتے تھے۔ آپ غیر تشریعی نبوت کی آمد کے قائل تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا "بقاء نبوت فی خیر امت" اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے پیغام صلح لکھتا ہے:۔

"بقاء نبوت فی خیر امت۔
یہ ۱۲۸ صفحہ کا ایک قابل قدر رسالہ ہے جس میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے مسئلہ ختم نبوت پر بڑی شرح و بسط سے بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ السلام والتحیات کی ذات بابرکات جملہ اولین و آخرین سے افضل ہے اور آپ کی غلامی و پیروی سے ایک امتی بھی انبیاء بنی اسرائیل کی مانند شرف مکالمہ و نبوت غیر تشریعی سے مشرف ہو سکتا ہے۔" (پیغام صلح ۱۲ر اگست ۱۹۱۳ء)

اس اقتباس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت میر قاسم علی صاحب [illegible] ہرگز وہ عقیدہ [illegible] پیغام صلح [illegible] غلط [illegible] پیغام صلح کا [illegible]

بزرگان جماعت کا۔

۷۔ مولوی محمد علی صاحب

اب بتایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولوی محمد علی صاحب کن معنوں میں نبی مانتے تھے۔ اور آپ کی کیا شان تھی کہا گیا ہے کہ خلافت احمدیہ سے قبل کوئی احمدی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو نبی نہیں مانتا تھا مولوی محمد علی صاحب کا ایک مضمون ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ جولائی ۱۹۱۰ء میں بعنوان "انبیاء ئے عالم" شائع ہوا۔ اور یہ عنوان اس مضمون کا ہے جو سردار پریتم سنگھ صاحب ایم۔ اے نے گورد کل میگزین میں لکھا مولوی صاحب اس مضمون کی تعریف کرنے کے بعد اس کی بعض عبارات نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں اس کے لید سردار صاحب اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں بھی خدا کا ایک نبی آیا مگر انہوں نے صراحت کے ساتھ اس نبی کا نام بیان نہیں فرمایا آپ لکھتے ہیں اور بالآخر ہمارے زمانہ میں بھی ایک نبی پیدا ہوا اور اس کی تعلیم کے لئے یہ امر مقدر ہے کہ اس عظیم الشان زمانہ کے لوگ اس سے ہدایت اور رہنمائی حاصل کرینگے" اگرچہ سردار صاحب نے بالصراحت اس موجودہ زمانے کے نبی کا نام نہیں لیا مگر ان کے مضمون پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اشارہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح و مہدی موعود کی طرف ہے کیونکہ جو کیفیت سردار صاحب ایک سچے نبی کی بیان کرتے ہیں وہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام پر بالکل چسپاں ہوتی ہیں صفحہ ۲۴۷)

(۲) "اس زمانہ میں جس قدر لوگ اصلاح کے لئے اُٹھے ہیں اُن میں سے ایک احمدی ہے جو ایک نبی کے لباس میں نبوت کے منہاج پر ظاہر ہوا۔ تمام وہ خصوصیتیں جو ایک نبی میں پائی جاتی ہیں ہمارے زمانے کے احمد علیہ السلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں اگر انبیاء کی ایک جماعت دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے اور یقیناً ہے تو یہ احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے اگر زرتشت ایک نبی تھا اگر بدھ اور کرشن نبی تھے اگر حضرت موسےٰ اور حضرت مسیح خدائے تعالےٰ کی طرف سے نبی ہو کر آئے تھے تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے کیونکہ جن علامتوں کے ذریعہ زرتشت اور دیگر انبیاء علیہ السلام کا نبی ہونا ہمیں معلوم ہوا وہ تمام علامتیں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی فداہ روحی وابی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں موجود ہیں۔ صفحہ ۲۴۸

(۳) "الغرض جو شخص بھی ذرا تدبر سے کام لے گا دکیا غیر مبائعین میں ایسا کوئی شخص ہے جو تدبر سے کام لے۔ مجاہد) اس کو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمد اس پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے۔ ..... حضرت اقدس علیہ السلام درحقیقت ایک سچے نبی ہیں اور اسی زمرہ میں سے ہیں جن کو انبیاء اور رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے"۔ (ریویو جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۵۳)

اب جو شخص ان عبارات کو پڑھے گا وہ بخوبی سمجھ لے گا کہ ۱۹۱۰ء میں مولوی صاحب کا یہی عقیدہ تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح ایک عظیم الشان نبی ہیں کیا حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء جن کی مثال مولوی محمد علی صاحب نے دی ہے کیا وہ سب نبی ظلی اور بروزی یعنی محدث تھے مولوی صاحب تو فرماتے ہیں کہ آپ انبیاء کی اس جماعت کے ایک ممتاز فرد ہیں جس جماعت میں حضرت بدھ۔ حضرت کرشن حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام تھے کیا وہ جماعت سب محدثوں کی جماعت ہے یا حقیقی نبیوں کی جماعت پھر بتایا جائے کہ وہ احمد کون نبی تھا مولوی صاحب نے اس جگہ وضاحت کے ساتھ بتا دیا ہے کہ احمد نام کا نبی درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں اور آپ کا نام ہی احمد نبی ہے۔

۸۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا عقیدہ

مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے ایک خطبہ جمعہ ۱۹۰۸ء میں پڑھا اس میں فرماتے ہیں:۔

"تبلیغ رسالت رسل کے لئے مخصوص ہے پس آنحضرت صلعم کے بعد کسی رسول کا آنا ان کے ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ تمام کمالات و مراتب نبوت اس ذات پر ختم ہو گئے ہیں۔ اب کوئی درجہ باقی نہیں جو کسی اور کو دیا جائے گا اور ان لوگوں کو نہیں دیا گیا ..... لفظ لقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات ..... میں پیشگوئی تھی کہ امت محمدیہ بھی ایک وقت کہے گی کہ اب تیرے بعد کوئی رسول نہیں ہوگا حالانکہ حق بات وہی ہے جو حضرت عائشہ رضؓ کا مذہب ہے کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ کہ یہ تو کہو کہ وہ خاتم النبیین ہیں مگر اس سے مراد نہیں کہ اس کے بعد قیامت تک کوئی نبی ہوگا"

(بدر ۱۳؍فروری ۱۹۰۸ء)

اس قسم کے حوالوں کا ایک انبار جمع ہے جو انشاء اللہ وقت پر شائع کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔ باقی رہا مقدمہ گورداسپور کی مسل کا مطالبہ سو اس کے متعلق آئندہ مضمون پر بحث ہوگی۔ آخر میں جناب شیخ عبد الرحمٰن مصری لاہوری ایک حلفیہ شہادت پیش کی جاتی ہے جو ناقابل تردید ہے یاد رہے یہ شیخ مصری صاحب وہی ہیں جن کے متعلق مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:

"شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری میرے خلاف پروپیگنڈہ میں اپنی پوری قوت خرچ کر رہے ہیں اور ہر ایک تنکے کو سہارا بنا کر جماعت میں ایک فتنہ پیدا کرنا شروع کیا ہوا ہے۔

(پیغام مورخہ ۱۵؍ مئی ۱۹۴۷ء اسٹائبلو سب ٹائٹل صلا)

۹۔ شیخ عبد الرحمٰن مصری کی حلفیہ شہادت

"میں حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا احمدی ہوں میں نے ۱۹۰۵ء میں بیعت کی تھی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی طرح کا نبی یقین کرتا تھا اور کرتا ہوں جیسا طرح خدا کے دیگر نبیوں اور رسولوں کو یقین کرتا ہوں نفس نبوت میں میں نہ اس وقت کوئی فرق کرتا تھا اور نہ اب کرتا ہوں۔ لفظ استعارہ اور مجاز اس وقت میرے کانوں میں کبھی نہ پڑے تھے بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں یہ الفاظ جن معنوں میں میں نے استعمال ہوتے دیکھے ہیں وہ میرے عقیدہ کے منافی نہیں ان معنوں میں میں اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علی سبیل المجاز ہی نبی سمجھتا ہوں یعنی شریعت جدیدہ کے بغیر نبی اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور حضور کی اطاعت میں فنا ہو کر حضور کا کامل پرتو ہو کر مقام نبوت کو حاصل کرنے والا نبی میرے اس عقیدہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقاریر و تحریرات اور جماعت احمدیہ کا متفقہ عقیدہ تھا..... عبد الرحمٰن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ ۱۴؍اگست ۱۹۲۵ء)

امتحان مولوی فاضل میں کامیابی

۱۔ عزیز مولوی خورشید احمد ابن مکرم عبد العظیم صاحب درویش نے اس سال امتحان مولوی فاضل میں ۴۲۹ نمبر حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی۔

اس خوشی میں عزیز موصوف نے مورخہ ۲۷؍۸؍۶۷ کو بعد نماز عصر مہمان خانہ میں بہت سے احباب کو ٹی پارٹی دی جس میں ممبران صدر انجمن احمدیہ افسران صیغہ جات پر ہر مقامی مدارس کے اساتذہ کرام نیز انجمن کے عہدیداران اور دیگر چیدہ چیدہ دوست مدعو کئے گئے۔ آخر میں حضرت امیر صاحب مقامی نے اجتماعی دعا کرائی۔ احباب دعا فرماتیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز کی اس کامیابی کو ہر رنگ میں بابرکت بنائے۔ اور مزید ترقیات کا پیش خیمہ ہو۔

اسی طرح عزیز مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری علی الاعلان امتحان مولوی فاضل میں کامیاب ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی کامیابی کو بھی باعث برکت بنائے۔ اور خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین۔

ایک نو احمدی دوست کی فکر انگیز جرأت

اور

جماعت اسلامی کے ارکان میں اضطراب!

از مکرم مولوی محمد ولی الدین صاحب مولوی فاضل۔ آندھرا پردیش

آندھرا پردیش کا مشرقی ساحل خصوصاً علاقہ گوداوری ہندوستان بھر میں چاول کی پیداوار کے لئے مشہور ہے۔ زمین انتہائی زرخیز ہے۔ لوگ عموماً خوشحال ہیں۔ تمام اقوام میں بہت حد تک اتحاد و بھائی چارہ ہے۔ ہندو قوم اپنے مذہب کی نسبتاً زیادہ پابند نظر آتی ہے۔ مگر مسلمان عموماً اپنے مذہب سے غافل، علم سے عاری اور کل قوم بیچ

ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

کی مجسم تصویر ہے۔

تاہم ادھر کچھ دینی کہلانے والی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ جس کے دل میں کچھ دینی حرارت باقی ہے۔ جدید دینی افکار کو اپنانے پر آمادہ نظر آتا ہے اور اندر ہی اندر ان میں دینی احساس ابھر رہا ہے مگر نمایاں نہیں۔

جماعت اسلامی کے کچھ ارکان اس علاقہ میں سادہ لوح عوام کو اپنے دام میں پھانسنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ان میں چونکہ روحانیت کا فقدان ہے۔ اس لئے وہ اپنی خشک دلیل بازی، سیاسی چالوں اور منطقی قیل و قال کے ذریعہ عوام الناس کو متاثر تو کر سکتے ہیں مگر زندہ ایمان و کامل یقین اپنے متاثرین میں پیدا نہیں کر سکتے۔ ایک وقتی جوش ہوتا ہے جو کچھ عرصہ بعد آسمانی تائیدات سے محروم ہونے کی وجہ سے بہت جلد دب جاتا ہے اور پھر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کر کے جماعت کے ہمدرد پھر یاس و پراگندگی کا شکار بن جاتے ہیں۔ تاہم عوام الناس کے ایک قابلِ فکر طبقہ پر ان کا علمی رعب قائم ہے۔

یہ محض خدا کا فضل ہے کہ میں کچھ عرصہ سے بسلسلۂ ملازمت اسی علاقہ میں قیام پذیر ہوں اور ساتھ ہی خدمتِ دین کی بھی حتی الوسع توفیق مل رہی ہے۔ اسی مقلب القلوب کے فضل سے میری تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں جماعت اسلامی کے ایک ہمدرد، مخلص اور مستعد کارکن مسمی محمد یوسف صاحب کو بیعت کر کے داخل سلسلۂ عالیہ احمدیہ ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

یہ نو احمدی دوست تاجر پیشہ ہیں خشیۃ اللہ اور عاقبت کی فکر نے ان کے دل کو احمدیت کی طرف مائل کر دیا۔ گو کہ اردو زبان میں اپنے مافی الضمیر کو بہتر رنگ میں ظاہر کر سکتے ہیں۔ مگر اردو نوشت و خواند سے محروم ہیں البتہ مقامی زبان تلگو سے بخوبی واقف ہیں اور بہت حد تک تقریری ملکہ بھی اس میں انہیں حاصل ہے۔ یہ دوست جماعت مودودی کے سرگرم اور مخلص دیہاتی مبلغ تھے جن کی پُرخلوص باتوں سے متاثر ہو کر بیسیوں مودودی جماعت کے ہمدرد بن چکے ہیں۔ ان کا حلقہ بگوش احمدیت ہو کر اعلان بیعت کرنا کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس علاقہ کے مودودی ارکان پر گویا زلزلہ آ گیا۔

آندھرا کا یہ سینکڑوں میل کا وسیع و عریض علاقہ ایسا ہے جس میں پہلی مرتبہ احمدیت کے پیغام سے ان کے کان آشنا ہوئے یہ پہلا واقعہ ہے جس نے ان خفتہ طبائع کو چوکنا کر دیا ہے اور احمدیت کی ابھرتی ہوئی قوت کو دبانے کے لئے ساری زمینی تدابیر کا سہارا ڈھونڈھا جا رہا ہے۔ ہر جگہ اور ہر مقام پر ہر مجلس و محفل میں مسجد کے نمازی اور داڑھی کے عادی بھی سر سے سر جوڑ کر "احتیاطی تدابیر" سوچ نکالنے میں منہمک نظر آتے ہیں۔

چنانچہ مقامی لوگوں سے چندہ اکٹھا کیا گیا اور بالآخر مودودی جماعت کی مقامی مجلس عاملہ نے یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ دہلی سے جماعت مودودی کے جنرل سکرٹری برائے ہند جناب مولانا سید حامد حسین صاحب کو خصوصی دعوت دی جائے۔ اور ایک جلسہ عام کے ذریعہ عوام کو اس پیش آمدہ "خطرہ" کی اہمیت سے آگاہ کر کے اس کے مقابلہ پر اکسایا جائے۔ چنانچہ تاریخ مقرر کی گئی، گھر گھر پھر کر انفرادی طور پر اور بذریعہ اشتہارات جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ شہر کے علاوہ آس پاس کے دیہات میں بھی منادی کرائی گئی۔

مجھے بھی جو راجمندری سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر رہائش پذیر تھا اطلاع پہنچی مگر اس قدر تنگ وقت میں کہ تیار نہ ہو سکا اور کچھ مجبوری بھی تھی۔ ہمارے نو احمدی دوست بھی اسی نواح میں بسلسلہ تجارت آئے ہوئے تھے۔ مگر وہ بھی راجمندری گئے۔ وہیں ان کا آبائی مکان اور کچھ جائداد ہے۔ اطلاع ملتے ہی وہ خود دوکان بند کر کے تنہا چل پڑے۔ میں نے بھی ہمت بندھائی اور کچھ ضروری دلائل و استفسارات نوٹ کروا دیئے جو جماعت کے دو مشہور چیلنج۔ مفتری کی ہلاکت اور خاتم النبیین سے متعلق تھے۔ ان کے علاوہ متفرق امور کے بارہ میں بھی مختصر نوٹس تلگو زبان میں لکھوا کر رخصت کیا۔ جاتے ہوئے میں نے دیکھا اُن کا چہرہ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی شکار پر جا رہا ہو۔ ادھر میری طبیعت خود بخود دعا کی طرف مائل ہوئی۔ اور اپنے دوست کو بھی دعاؤں پر زور دینے کی تلقین کی۔ مجھے قوی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ حق کی حمایت میں روح القدس سے ان کی تائید و نصرت فرمائے گا۔ چنانچہ اُسی کی ذاتِ پاک پر بھروسہ کرتے ہوئے خوشی خوشی روانہ ہو گئے۔

راجمندری پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ایک کی بجائے دو مولوی صاحبان بلوائے گئے ہیں۔ جن میں سے دوسرے مولوی عبد العزیز صاحب بی۔ اے تھے جو آندھرا کے مبلغ اور امیر جماعت ہیں۔ جمعہ کا دن تھا۔ مودودی جماعت کے مقامی ارکان نے جامع مسجد کے متولی سے خطبہ جمعہ پڑھنے کی اجازت حاصل کر لی ہوئی تھی حالانکہ یہ متولی صاحب جماعت اسلامی کے سخت مخالف تھے اور دونوں پارٹیوں میں کبھی میل نہ ہوئی تھی مگر موجب الکفر ملّۃ واحدۃ احمدیت کے مقابلہ میں ساری مخالف قوتیں اکٹھی ہو جایا کرتی ہیں۔ بہرحال ہمارے دوست جب بس اسٹینڈ سے جامع مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے تو لوگ آپس میں کانا پھوسی کرنے لگے کہ بیچارہ کی آج خیر نہیں۔ شہر میں ہزاروں مسلمان دوست تھے مگر ان میں سے اکثر نے سلام و کلام تک نہیں کیا اور بعض آنکھ بچا کر سامنے سے خاموش گذر گئے۔ بچپن کے بے تکلف ساتھی بھی کلام کرتے ہوئے خوف کھاتے تھے۔ دوستوں کی سرد مہری و بےوفائی شاید ہمارے دوست نے اس سے پہلے کبھی دیکھی نہیں تھی۔ راجمندری ان کے لئے ایک سنسان قبرستان تھا مگر اس کے باوجود دل صداقت کی کرنوں سے روشن اور نور ایمان سے منور تھا۔

بہرحال مسجد میں داخل ہو کر وضو کیا اور اوّل صف میں جا بیٹھے۔ اذان ہوئی تو سنتیں ادا کیں اور خطبہ کا انتظار کرنے لگے۔ مسجد میں لوگوں کی آمد شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں کا مجمع ہو گیا۔ مولانا سید حامد حسین صاحب جنرل سکرٹری جماعت اسلامی ہند تشریف لائے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک پُرجوش اور اشتعال انگیز خطبہ دیا جس میں انہوں نے اوّل تکمیل دین و اتمام نعمت کے حوالہ سے کہ عدم ضرورت نبوت پر مختصر بیان دیا بعدہ جماعت احمدیہ کا مکروہ رنگ میں تعارف کرایا۔ جس پر جیسے جیسے الزامات عائد کئے اور توہین آمیز رنگ میں بانیٔ جماعت احمدیہ کا ذکر کیا اسے کوئی شریف انسان سن کر برداشت نہیں کر سکتا مگر ہمارے ان نو احمدی دوست نے صف اوّل میں بیٹھے ان سب باتوں کو صبر و ضبط کے ساتھ سنا اور دل ہی دل میں اس "خدمت اسلام" اور مولانا صاحب کی "صالحیت" پر ماتم بھی کرتے رہے اور دل سے یہ دعا بھی نکلتی رہی کہ

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

خطبہ کے آخری حصہ میں مقامی لوگوں کو اکسایا کہ اگر آپ میں سے کوئی اس جماعت کا شکار ہو جائے تو سب لوگوں پر یہ دینی فریضہ عائد ہو جاتا ہے کہ اس ارتداد کو پڑ در رہ نہیں۔ اور یاد رکھو کہ فتنہ کو سر کچلنے کے لئے جس قدر تشدد سے کام لیا جائے گا وہ بھی ایک نوع کا جہاد ہو ورنہ اسلامی عمارت رفتہ رفتہ کھوکھلی ہو جائے گی۔ اور ہمارے ایمانوں کا قصر تباہ و مسمار کر دیا جائے گا۔ ایسے [illegible]

سرکھپا دینا ضروری ہے جو ہماری اسلامی معاشرت کو بیمار اور کمزور بنانے والے ہیں۔ ہمیں اپنے آپس کے اختلافات کو بھلا کر اس جدید فتنہ کے استیصال کے لئے متحد ہو کر اور سیسہ پگھلائی ہوئی مضبوط دیوار بن کر موثر اقدامات کرنے چاہئیں۔ غرض مولانا نے وہ سب کچھ کہہ دیا جو مودودی تعلیم کا فیض و نتیجہ تھا۔

خطبہ سن کر ہمارے دوست نے علیحدہ اسی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی اور باہر بیٹھا گیٹ پر مولانا کا انتظار کرنے لگے مولانا سعید بخاری تحسین صاحب امیر مولوی عبدالعزیز صاحب دونوں عقیدت مندوں کا ایک بڑا جم غفیر ساتھ لئے مسجد سے باہر نکلے۔ ہمارے دوست نے سلام کیا مگر مومنوں کو ان کا یہ سلام ایسا لگا گویا کوئی لعنت بھیج رہا ہو۔ بھلا "کافر" کی زبان سے نکل کر یہ پاک لفظ ناپاک کیوں نہ ہو۔ خیر مولانا نے ناخواستہ سلام کا جواب دیا۔ ہمارے دوست نے سب کے سامنے مسجد سے باہر مین گیٹ پر ادب سے گذارش کی کہ مولانا! میں چند سوالات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ براہ کرم آپ پوری سنجیدگی سے خوف خدا کو پیش نظر رکھ کر ان کے تسلی بخش جواب ارشاد فرمائیے۔ میرا کوئی دماغ خراب ہوا ہے جو جان بوجھ کر خود اپنے ہاتھوں اپنی عاقبت خراب کر لوں۔ جواب اطمینان بخش ہوں تو انشاء اللہ موجودہ مسلک کو ترک کرنے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ آپ خود بھی مجھ سے واقف ہیں اور پھر جماعت اسلامی کی ترقی و ترویج میں میری مسابقۃ قربانیوں اور بے لوث خدمات پر آپ نے مجھے کئی "تمغوں" سے نوازا تھا۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میں نے کسی دنیوی لالچ، ذاتی مفاد کی خاطر ایسی تشریح بازیاں یا پیش بینی کی نقلیں اور اب میں نے جس مسلک کو حق سمجھ کر محض خدا کی رضامندی اور نجات اُخروی کے پیش نظر قبول کیا ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ اس میں کسی ذلیل نفسانی خواہش کو دخل نہیں ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے آگے مجھے اور آپ کو جواب دینا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض بشارتوں کی بناء پر علیٰ وجہ البصیرت حق پر یقین کرتا ہوں اور میرے پاس قرآن و حدیث کے ایسے دلائل ہیں جو میری تسلی کے لئے کافی ہیں تاہم اگر آپ میرے پیش کردہ دلائل کا تسلی بخش جواب دیں تو پھر میں یقین کر لوں گا کہ آپ میرے خیرخواہ ہیں اور آپ کو اپنی جماعت کے سیاسی مفاد سے کہیں زیادہ ہمارے ایمان کی حفاظت و سلامتی عزیز ہے۔

چنانچہ اس اصرار پر مولانا نے اسی جگہ مختصر جواب دینے پر آمادگی ظاہر کر کے سوال پیش کرنے کی اجازت دی اور دونوں میں حسب ذیل مکالمہ گذرا۔ گفتگو تو خاصی طویل تھی مگر بطور اختصار ایک دو امور پیش کئے جاتے ہیں:-

احمدی۔ مولانا پہلے سن لیجئے کہ ہم اب تک حضرت عیسیٰؑ کو بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ مانتے آئے ہیں اور منتظر تھے کہ کسر صلیب کے لئے اور قتل دجال کی غرض سے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے مگر احمدیت ہمارے اس عقیدہ کو باطل کر رہی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ زندہ آسمان پر ہیں اور وہی دوبارہ تشریف لائیں گے وہ پرزور دلائل سے حضرت عیسےٰؑ کو وفات یافتہ ثابت کرتی ہے اور دوبارہ آمد سے مراد مثیل مسیح کی آمد بتلاتی ہے۔ لہٰذا مجھے یہ بتائیے کہ کیا حضرت عیسےٰؑ از روئے قرآن واقعی اپنے اسی خاکی جسم سمیت آسمان پر زندہ ہیں اگر زندہ ہوں تو قرآن کریم کی کوئی واضح آیت پیش کر کے اس خیال کی تردید فرمائیں۔

مولوی صاحب۔ آیت قرآنی ما قتلوہ وما صلبوہ ..... بل رفعہ اللہ الیہ پیش کر کے حیات مسیح کا استدلال شروع کر دیا۔ پندرہ منٹ تک دلائل دیتے رہے اور بالآخر کہا اس جیسی اور بہت سی آیات ہیں جن سے حیات ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ امت کے سارے علماء اور تمام جماعتوں کا اس پر اتفاق ہے

احمدی۔ مولانا معاف کیجئے اگر میں یہ دریافت کروں کہ قرآن مجید کا علم آپ کو زیادہ ہے یا مودودی صاحب کو؟

مولوی صاحب۔ ہمیں یقین ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اس زمانہ کے بہت بڑے دینی مفکر ہیں۔

احمدی۔ جب آپ مانتے ہیں کہ مودودی صاحب کو قرآن مجید کا فہم آپ سے زیادہ حاصل ہے تو پھر آپ ان کی تردید کیوں فرما رہے ہیں۔ مودودی صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت سے حیات مسیحؑ ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے رسالہ "ختم نبوت" کا یہ حوالہ (حوالہ پڑھ کر سنایا) جب اتنے بڑے دینی مفکر کو قرآن مجید میں حیات مسیح کے لئے کوئی آیت نہ مل سکی تو آپ کو کیسے مل گئی۔

مولانا کچھ دیر کے لئے چپ ہو گئے مگر پھر کچھ غیر متعلق باتوں سے اپنی خفت مٹانے کی کوشش کی اور

مولانا۔ بالآخر مولانا اس دلیل خاص پر زور دینے لگے کہ جب دین کامل ہو گیا تو پھر کسی جدید نبوت کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے جن کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور نیز یہ بھی کہ بالفرض کسی نبی کی آمد کو تسلیم کر لیا جائے تو حضورؐ کے کمال پر تنقیص لازم آئے گی۔

احمدی۔ مولانا میں یہ سمجھ نہ سکا کہ کمال کا نتیجہ بندش کیسے ہوگا۔ واضح فرمائیے

مولانا۔ (مثال سے واضح کرتے ہوئے) دیکھو مثلاً گھڑا پختہ اور کامل ہو اور اس میں کوئی نقص نہ ہو پانی ہرگز نہیں ٹپکے گا اور اگر کوئی نقص ہوگا تو ظاہر ہے کہ ٹپکے گا۔ اسی طرح چھت کی مثال دے کر سمجھانے کی کوشش کی۔

احمدی۔ جب یہی بات ہے تو حضرت عیسیٰؑ کہاں سے ٹپکیں گے؟ اور پھر میری تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ باکمال سے ضرور کمال ظاہر ہوگا نہ کہ ختم۔ مثلاً آپ اگر کامل مرد ہوں تو کامل بچے بھی ضرور ہوں گے ورنہ نقص کی صورت میں بچے ہرگز نہ ہوں گے۔ غور فرمائیں ہم انہی معنوں میں تو حضورؐ کو کامل ٹھیراتے ہیں کہ آپ سے روحانی اولاد ہوگی (اس جواب پر مقتدیوں میں ایک ہیجان پیدا ہوا) مگر مولانا نے مصلحت کا واسطہ دے کر خاموش کروا دیا۔ اور آگے سمجھانے لگے کہ

مولانا۔ حضرت عیسےٰؑ جو آئیں گے تو نبی بن کر نہیں بلکہ امتی کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور ظاہر ہے کہ جب وہ امتی بن کر تشریف لائیں گے تو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی اولاد ہوں گے۔

احمدی۔ مولانا اول تو ان کا آسمان پر جانا ثابت نہیں دیگر اگر انہوں نے امتی کی حیثیت سے ہی آنا ہو تو کیا امت محمدیہ میں عیسیٰ نامی مولویوں کی کمی ہے کہ ان کو ہزاروں سال بیکار بیٹھے رہنے کی ٹریننگ دے کر یہودیوں کے قتل و غارت کے لئے بھیجا جائے۔ اور پھر یہ کیونکر حضرت عیسیٰؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کہلا سکیں گے جو اپنے باپ کو تو خطروں میں گھرا دیکھے اور اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہو۔ لہٰذا ہم مجبور ہیں کہ بجائے مولوی عیسیٰ مسیح کا انتظار کرنے کے حضرت غلام احمدؑ پر ایمان لائیں جو مسیح ہوتے ہوئے امتی کی حیثیت سے اور امتی ہو کر مسیح کی شان میں نزول فرما ہو چکے ہیں۔

مولانا۔ لاحول ولا قوۃ! تم مولوی عیسیٰ کہہ کر حضرت عیسیٰؑ کی تذلیل و تنقیص کا ارتکاب کر رہے ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسےٰؑ دجالی فتنہ کے استیصال کے لئے دنیا میں رونق افروز ہوں گے۔

احمدی۔ مولانا میں نے کوئی تذلیل نہیں کی بلکہ آپ نے حضرت عیسیٰؑ کو نبوت سے معزول کر کے سخت ہتک کی ہے اور یہ حرکت جمہور علماء امت کے نزدیک کفر ہے۔ باقی یہ کہ جس عیسیٰؑ نے دجالی فتنہ کے استیصال کے لئے تشریف لانا تھا ہمارا ایمان ہے کہ وہ مسیح موعودؑ نازل ہو چکے اور جن کے دم سے دجالی فتنہ رفتہ رفتہ گھلتا جا رہا ہے اور وہ وقت قریب ہے جب اس فتنہ کا دنیا میں نام و نشان تک نہ ہوگا۔ اس کے برعکس آپ کے خیال میں نزول عیسیٰؑ کا جو تصور ہے غالباً مودودی صاحب کا ہی ہوگا (مودودی صاحب نے نزول مسیح کا جو نقشہ رسالہ ختم نبوت میں کھینچا ہے اسے پیش کرتے ہوئے) مولانا! آپ دل پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں کہ عربوں اور یہودیوں کی جنگ چھڑ گئی تھی اور ختم بھی ہوئی جس میں عربوں کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ سینکڑوں میل کے عرب علاقہ پر اسرائیل اور یہودی بچہ بچہ بزور قابض ہے دنیا بھر کے مسلمانوں کا وقار رعب و عزت و عظمت سب خاک میں مل گئے مگر عین محاذ جنگ پر اُترنے والے عیسیٰؑ کا کہیں پتہ نہیں یہ نقشہ کیا تھا۔ آج تو کچھ اور ہی نقشہ نظر آتا ہے۔

مولانا آپ نے علمی وقار کو اسی طرح

ایک نو احمدی دوست کی فکر انگیز جرأت

(بقیہ صفحہ ۱۰)

پارہ پارہ ہوتا دیکھ کر کہنے لگے یوسف! تم ہمارے ساتھ کوڈر ریلوا کو ورا جمنوری سے اگلا اسٹیشن ہے وہاں بھی جماعت مودودی کے تین چار ارکان خدمت دین میں معروف ہیں) کو ور چلنے کی دعوت دے کر فرمایا۔ انشاء اللہ وہاں اطمینان سے گفتگو ہوگی اور تمہارے خیالات صاف کئے جائیں گے۔ ہمارے دوست نے معنیٰ خیز مسکراہٹ کے ساتھ عرض کیا۔ مولانا میں جانتا ہوں کہ آپ کے ہاں "تبلیغ اسلام" کے کیا زریں اصول ہیں۔ جماعت اسلامی کی نظر میں میں مرتد ہو چکا ہوں۔ اور مرتد واجب القتل ہے۔ آپ کی یہ دعوت مجبوری کی وجہ سے ہے ورنہ اگر حکومت آپ کی ہوتی تو میں شاید اسی مسجد میں قتل کر دیا جاتا۔ بہرحال آپ کی دعوت کا شکریہ مگر مجھے جس صداقت کی تلاش تھی خدا کے فضل و کرم سے وہ گوہر مقصود عطا ہوا ہے اور اب میں اسی پر اپنے انجام کی دعا کرتا رہوں گا۔ اور آپ بھی دعا کیجئے۔ انشاء اللہ مرنے کے بعد خدا کے حضور ہم دونوں حاضر ہوں گے تو دیکھوں گا کہ وہاں آپ کس چالاکی سے بچ سکتے ہیں؟

یہ بحث کافی دیر تک ہوتی رہی۔ لوگوں کا اچھا خاصا مجمع ہو گیا تھا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ آج ایک معمولی شخص جو کبھی ان مولویوں سے رعب کی وجہ سے نظر تک ملا نہیں سکتا تھا۔ اور جس نے ان کی کسی بات کی کبھی تردید نہیں کی تھی آج مودودی جماعت کے اس زبردست عالم سے جن کا اس علاقہ میں خاص رعب ہے پوری آزادی و بے خوفی کے ساتھ معقول گفتگو کر رہا ہے۔ وہ سوچتے ہی رہ گئے کہ عالم نہ ہوتے ہوئے بھی اسے ایک جید عالم سے ٹکر لینے کی ہمت کیونکر ہوئی۔ ایسی جرأت اس علاقہ کے لئے بالکل عجیب تھی ان کی آنکھوں نے پہلی مرتبہ دیکھا کہ ایک عام تاجر پیشہ احمدی شخص ان عالموں پر بھاری نظر آتا ہے۔ سچ فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ میرے ماننے والے حجت و برہان سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔

اسی رات ایک پبلک جلسہ تھا لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسٹیج بڑی خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا تھا اور بجلی نما نقشہ۔ جلسہ کا پروگرام شروع ہی ہونے والا تھا کہ کرنٹ فیل ہو گیا۔ کچھ دیر آیا بمشکل آدھ گھنٹہ ہوا ہو گا کہ سخت آندھی آئی۔ تیز ہوا کے جھونکوں سے کچھ بدمزگی پیدا ہوئی اور جوں ہی آسمان پر بادل چھا گئے اور ترشح شروع ہو گیا تو دوبارہ کرنٹ آف ہو گیا چاروں طرف تاریکی چھا گئی جس سے اکثر لوگ موسم کی اس تبدیلی کو دیکھ کر تتر بتر ہو گئے۔ اور بقیہ لوگ قریب کی ایک چھوٹی سی مسجد میں جا بیٹھے۔ بارش ہوتی رہی لاؤڈ سپیکر کے بغیر ہی مولانا نے اپنی تقریر شروع کر دی۔ مگر وہ شان اور وہ بارعب آواز نہ تھی جو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ممکن تھی۔ ان کی آواز آندھی اور بارش کے شور میں گم ہو کر رہ گئی۔ موضوع دیا تھا انقطاع نبوت اور تکمیل دین کے بعد مولویوں کی حکومت اور عظمت کا تذکرہ۔ اس کے باوجود خدا کے فضل سے یہ تقریر بھی احمدیت پر مزید استحکام کا باعث ثابت ہوئی۔

ہر دو مولوی صاحبان صبح کی گاڑی سے بجھا اُٹھ روانہ ہو گئے اور ہمارے دوست نے دن بھر شہر کے مختلف دوستوں سے الگ الگ مل کر اس ناپاک زہر کو جو مختلف مغالطہ دہیوں سے پیدا ہو چکا تھا امکان بھر دور کرنے اور احمدیت کے پیغام کو کھول کھول کر بیان کرنے کی کوشش کی۔ اور جو لٹریچر وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے مخالفین میں تقسیم کر دیا گو کہ ان میں سے اکثر نے لینے تک سے انکار کر دیا تھا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس نو احمدی دوست کے ایمان و اخلاص میں برکت دے اور ان کی مساعی کو محض اپنے فضل سے قبول فرما کر حسنات دارین سے متمتع فرمائے آمین۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ مولانا سید حامد حسین صاحب کو محض اس پروگرام کیلئے دہلی سے بلایا گیا تھا جس سے مخالفین اور جماعت مودودی کے ارکان کی بوکھلاہٹ کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نو احمدی بھائی کو اپنی خاص حفاظت میں لے کر ہر ایک فتنہ و آزمائش میں حق پر اور ایمان پر ثابت رکھے نیز اللہ کی دینی و دنیوی ترقیات کے اسباب بہم پہنچائے آمین۔

جماعتی چندہ کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ارشادات

(۱)

احباب جماعت کے نام ..... اضافہ چندہ جات کیلئے اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو کیونکہ جتنا تم چندہ دو گے اس سے ہزاروں گنا نہیں ملے گا اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کیلئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جا سکیں اور ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں

(۲)

عہدیداران کے نام ..... بقایا داران اور بے شرح افراد کیلئے۔

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں انکی غفلت بھی سلسلہ کیلئے نقصان ہو رہی ہے پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں زندہ جماعتی اور تربیتی و اصلاح کے ساتھ ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں"۔

(۳)

زکوٰۃ کی اہمیت کے متعلق۔

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف بارہا قرآن میں توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر کچھ کما ذ اس پر زکوٰۃ ادا کرو اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہے لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے"۔

(۴)

ادائیگی چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق۔

"جلسہ سالانہ کے چندہ کے متعلق کئی سال سے دیکھا گیا ہے کہ بعض جماعتیں شروع میں چندہ دینے میں تردد کرتی ہیں۔ اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا سلسلہ میں سالہا سال سے رواج چلا آیا ہے"۔

احباب کرام و عہدیداران حضور انور کے یہ ارشادات پڑھیں اور ان کی تکمیل میں اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے مقابل میں سلسلہ کی مشکلات کا زیادہ خیال رکھیں۔

ناظر بیت المال قادیان

قادیان میں

جماعت احمدیہ کا ۷۶ واں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۷۶ واں جلسہ سالانہ بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوگا۔ اس مبارک اور مقدس جلسہ میں شمولیت کیلئے احباب ابھی سے تیاری شروع کریں اور دوسرے غیر احمدی اور دیگر احباب کو بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونے کی کوشش کرتے ہوئے اس روحانی اجتماع سے مستفید ہوں۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خبرنامہ

نئی دلی ۳ ستمبر ۔ وزیر داخلہ شری چوہان جموں و کشمیر کے دورہ سے آج شام واپس آگئے ہیں۔ انہوں نے آتے ہی وہاں کی صورت حال سے وزیر اعظم اندرا گاندھی اور کابینہ کے دوسرے ممبروں کو صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ میری اپیل پر کشمیر کے پنڈتوں نے اپنی ہڑتال ختم کردی ہے ہڑتال ختم ہوتے ہی سرینگر سے کرفیو اٹھا لیا گیا ہے موصوف نے بتایا کہ پنڈتوں کی ایکشن کمیٹی اور ریاستی حکومت کے ایک مشترکہ اعلامیہ میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ حالیہ ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے انہیں رہا کر دیا جائیگا اور جن لوگوں پر جرمانے عائد ہوئے ہیں انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

شری چوہان نے بتایا کہ کشمیری پنڈتوں نے اس بات کو مان لیا ہے کہ اغوا کا مسئلہ عدالتی کارروائی کے ذریعہ طے کیا جائے گا۔

پولیس کی زیادتیوں کے سلسلہ میں جانچ کا کام خود شری چوہان نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

شری چوہان نے ریڈیو کشمیر سے کشمیری عوام کو خطاب کرتے ہوئے اپیل کی ہے کہ وہ ریاستی نظم و نسق اور فرقہ وارانہ فضا کو برقرار رکھیں گے۔ انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ اس ہنگامہ کے دوران بھی فرقہ وارانہ فضا بہتر رہی مسٹر چوہان نے مسلمانوں کے رویہ کی بھی تعریف کی۔

دہلی ۲ ستمبر ۔ ناظم عمومی جمعیتہ العلماء ہند مولانا اسعد مدنی رانچی کے دورہ سے واپس آکر رانچی فسادات کے چشمدید واقعات بیان کئے جو الجمعیتہ دہلی ۲۹ اگست میں شائع ہوئے ہیں مولانا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ وہ دوا ہوسٹل کیمپ جنہیں اسکول کیمپ وغیرہ میں مسلم پناہ گزیں نہایت دردناک حالت میں رانچی کی فرقہ وارانہ بربریت کی تصویر پیش کر رہے تھے۔

ہیوی انجینئرنگ کارپوریشن کے مسلم ملازمین اور ان کے خاندان بھی پناہ گزین کیمپ میں تباہ حال پڑے ہوئے تھے۔ رنبیار اسپتال بہار کپنار (بی ۔ گاندھی نگر کالونی ۔ پیادہ ٹولی ۔ اپر بازار ۔ چرچ روڈ ۔ کربلا چوک ۔ کانکے روڈ ۔ مندر بڑھی میں بازار جامع مسجد آزاد مدرسہ اور آزاد ہائی اسکول ۔ ان تمام مقامات کے آس پاس مسلمانوں کی دکانوں اور مکانوں کو جلا یا گیا ۔ اور لوٹا گیا اور ہزاروں افراد کا مسلح ہجوم گھنٹوں تک اسلحہ اور ؟؟

اہلِ پیغام اور قادیان

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

اس حقیقت کو مشاہدہ کریں کہ یہ محلہ اسلامی تہذیب و معاشرت کا شاندار عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ اور تمام اہل وطن اسے خاص قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اس میں کچھ کشش اور جاذبیت رکھی ہے کہ احمدی احباب جماعت کے علاوہ اڑھائی تین سو کی تعداد میں روزانہ صرف غیر مسلم ہی زیارت کے لئے آتے ہیں اور دلچسپی اور توجہ کے ساتھ اسلام و احمدیت کی باتیں سنتے ہیں اور جماعت کی طرف سے شائع شدہ لٹریچر مطالعہ کے لئے لیکر جاتے ہیں۔

پھر اسی قادیان کی مقدس بستی سے آج بھی سارے ملک ہند میں تبلیغ و اشاعت دین کا کام بڑی تندہی سے جاری ہے سولہ سال سے ہفتہ وار اخبار بدر جاری ہے جو بتوفیق الٰہی ہر معاند و سرکش معترض کا مدلل و مسکت جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ بیسیوں مبلغ مرکز کی ہدایات کے تحت ملک کے تمام صوبوں میں فریضہ تبلیغ سرانجام دے رہے ہیں قرآن کریم کا ہندی ترجمہ ہو چکا ہے اب طباعت و اشاعت ہونے والی ہے۔ علاوہ عمومی تبلیغ کے ملک کے بڑے بڑے لیڈروں کو قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر پیش کیا جاتا ہے۔ اس ساری کارگزاری کی رپورٹیں بدر میں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں جو مرکز کی فعالیت کا ناقابل تردید ثبوت ہے

اور عجیب تر بات یہ ہے کہ مضمون نگار کی طرح اہلِ پیغام کہا کرتے ہیں کہ خلافت ثانیہ کے دور اول میں قادیان اور بہشتی مقبرہ کی وجہ سے خلیفہ ثانی کو نمایاں کامیابی اور مقبولیت حاصل ہوئی مگر کبھی دیکھتے کہ تقسیم ملک کے بعد جن حالات میں سے ہمارا ملک گذرا اس کے نتیجہ میں جماعت کے کثیر حصہ کو قادیان سے ہجرت کرنا پڑی اس پراگندہ سالی کے بعد سب مبائعین کا ایک نئے مرکز میں جمع ہو جانا اور ربوہ جیسے شاندار شہر کا تعمیر کر لینا ایسا نشان صداقت ہے جسے چھپایا نہیں جاسکتا۔ افسوس کہ مضمون نگار اس نشان کا بچشم خود مشاہدہ کر لینے کے باوجود غلط تاویلات کر کے اپنی عاقبت برباد کر رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

۱۹۶۷ء۔ پٹرول کے ذریعہ نہایت اطمینان کے ساتھ کھلے بندوں نہتے مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کرتا رہا اور ان کی زندگی کے اثاثہ کو جلاتا رہا شہید ہونیوالوں اور زخمیوں میں عام مسلمان ٭

حضور ایدہ اللہ بنصرہٗ کا ربوہ میں ورود

(بقیہ صفحہ اول)

اہل ربوہ نے حضور کی تشریف آوری کے سلسلہ میں اپنے قلبی خلوص محبت اور فدائیت کے جذبہ کے اظہار کے طور پر چند روز قبل دن رات لگا کر رستہ کو خاطر خواہ طریق پر آراستہ کیا ہوا تھا۔ حضور کی موٹر معہ دیگر کاروں کے گول بازار سے ہوتی ہوئی قصر خلافت پہنچی۔ رستہ میں جملہ مکانات و دفاتر صدر انجمن احمدیہ تحریک جدید وقف جدید وغیرہ کی عمارتوں پر چراغاں کا خاص اہتمام تھا۔

نمازِ مغرب کی باجماعت ادائیگی

حضور انور قصر خلافت کے اندر تشریف لے جانے کی بجائے سیدھے مسجد مبارک تشریف لے گئے جب احباب بھی مسجد میں آگئے تو حضور نے مغرب کی نماز پڑھائی اس طرح حضور کے ربوہ پہنچنے کے معاً بعد ہزاروں احباب کو حضور کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی سعادت میسر آئی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے سب احباب کو بآواز بلند السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا بعد ازاں حضور قصر خلافت کے اندر تشریف لے گئے جس کے بعد احباب اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے اور حضور کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعائیں کرتے ہوئے گھروں کو واپس لوٹے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کے اس تاریخی سفر یورپ کے عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے اور ہمیں خلافت کے ساتھ ہمیشہ دلی طور پر وابستہ رہنے اور نسلاً بعد نسلٍ اس وابستگی کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا غلبہ اسلام کا دن قریب سے قریب تر ہو جائے۔ اور ہم حضور کے عہد مبارک میں ہی اسلام کو پورے کرہ ارض پر غالب آتا دیکھ لیں آمین اللّٰھم آمین۔

ربوہ میں حضور کی اقتداء میں پہلی نماز جمعہ

اگلے روز جمعہ تھا اس لئے سفر یورپ سے تشریف لانے کے بعد احباب جماعت کو حضور انور کی اقتداء میں پہلی نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سوا بجے بعد دوپہر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضور نے سفر یورپ کے تعلق میں بعض نہایت ایمان افروز مبشر خوابیں اور بعض الہامات

سنا کر اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ خدائی بشارات کے مطابق اللہ تعالےٰ کی خاص تائید و نصرت کے ماتحت اس تبلیغی سفر کی اغراض نہایت اہتمام بالشان طریق پر پایۂ تکمیل کو پہنچیں جہاں جہاں بھی حضور تشریف لے گئے اللہ تعالےٰ نے تائید و نصرت کے ماتحت ایسا تصرف فرمایا کہ وہاں کے پریس ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ وہاں کے کروڑوں عوام تک یہ انتباہ پورے شرح و بسط کے ساتھ پہنچا دیا گیا کہ یا تو اہلِ مغرب اسلام قبول کر کے خدا تعالےٰ کی پناہ میں آجائیں یا پھر ان کا ہولناک تباہی سے دوچار ہونا یقینی ہے ان کے لئے ایک ہی مامن ہے اور ایک ہی جائے پناہ اور وہ ہے اسلام کی عافیت بخش آغوش۔ حضور نے اس ضمن میں پریس ملاقاتوں۔ ریڈیو۔ اور ٹیلی ویژن انٹرویو اور ان کے نہایت خوشکن نتائج و اثرات سے متعلق بعض نہایت ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ حضور کا یہ روح پرور خطبہ ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

ہزاروں احباب کو مصافحہ کا شرف

نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے قصر خلافت واپس تشریف لے جا کر شام ساڑھے چھ بجے سے پونے چھ بجے تک بیرونجات سے آئے ہوئے اور ربوہ کے مقامی احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ پہلے بیرونجات کے احباب ٭ کو حضور سے ملاقات کا موقعہ دیا گیا۔ اور پھر اہل ربوہ کو۔ اس طرح ہزاروں احباب کو حضور کی زیارت سے مستفیض ہونے اور حضور سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

(ملخص از الفضل ۲۶ و ۲۷ اگست ۱۹۶۷ء)

٭ کے علاوہ میڈیکل کالج کے مسلم طلباء۔ اور بہت سی مرحوم بڑے بڑے مسلمان صنعتکار اور انجینئر بھی اس درندگی کا شکار ہوئے۔ بربریت کی انتہا ان موقعوں پر ہوئی ؟؟ تین تین ماہ کے بچے بھی موجود تھے۔

مطابق اندازے کے مطابق رانچی کی اس درندگی کی زد میں آکر شہید ہونیوالوں کی تعداد دو ڈھائی سو سے کم نہیں بتائی جاسکتی۔ اگرچہ کچھ لوگوں کا اندازہ پانچ سو افراد کے لگ بھگ بھی ہے ہمیں افسوس کیساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ میڈیکل کالج کے سٹاف نے ہمارے ساتھ مناسب تعاون نہیں کیا۔۔ ۲۸ اگست تک بھی وہاں لاشوں کی بدبو ناقابل برداشت تھی۔ کوشش کے باوجود ہم اس جگہ تک نہیں پہنچ سکے۔